تواریخ اشاعت:- ۷-۱۴-۲۱-۲۸

جلد ۲ || ۷ شہادت ۱۳۳۲ سنہ ہش ۲۲ رجب ۱۳۷۲ سنہ ہجری۔ مطابق ۷ اپریل ۱۹۵۳ء || نمبر (۱۳)

کلام الامام

یہ پرانی نظم سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے احراریوں کے ایک گذرے ہوئے فتنہ کے دردناک دنوں میں کہی تھی۔ جو موجودہ حالات میں بھی مومنوں کے قلوب کے لئے اطمینان اور تسلی کا باعث اور ان کے ایمانوں کو تازہ کرنے کا موجب ہے۔۔ (ایڈیٹر)

دشمن کو ظلم کی برچھی سے تم سینہ و دل برمانے دو
یہ درد رہے گا بن کے دوا تم صبر کرو وقت آنے دو

یہ عشق و وفا کے کھیت کبھی خوں سینچے بغیر نہ پنپیں گے
اس راہ میں جاں کی کیا پروا ہے جاتی ہے تو جانے دو

تم دیکھو گے کہ انہی میں سے قطراتِ محبت ٹپکیں گے
بادل آفات و مصائب کے چھاتے ہیں اگر تو چھانے دو

صادق ہے اگر تو صدق دکھا قربانی کر ہر خواہش کی
ہیں جنس وفا کے ماپنے کے دنیا میں یہی پیمانے دو

جب سونا آگ میں پڑتا ہے تو کندن بن کے نکلتا ہے
پھر گالیوں سے کیوں ڈرتے ہو دل جلتے ہیں جل جانے دو

عاقل کا یہاں پر کام نہیں وہ لاکھوں بھی بے فائدہ ہیں
مقصود مرا پورا ہو گر مل جائیں مجھے دیوانے دو

وہ اپنا سر ہی پھوڑے گا وہ اپنا خون ہی پیئے گا
دشمن سر حق کے پہاڑ سے گر ٹکراتا ہے ٹکرانے دو

یہ زخم تمہارے سینوں کے بن جائیں گے رشکِ چمن اک دن
ہے قادرِ مطلق یار مرا تم میرے یار کو آنے دو

جو سچے مومن بن جاتے ہیں موت بھی اُن سے ڈرتی ہے
تم سچے مومن بن جاؤ اور خوف کو پاس نہ آنے دو

یا عشق محمدؐ عربی ہے یا احمدؑ ہندی کی ہے وفا
باقی تو پرانے قصے ہیں زندہ ہیں یہی افسانے دو

وہ تم کو حسینؓ بناتے ہیں اور آپ یزیدی بنتے ہیں
یہ کیا ہی سستا سودا ہے دشمن کو تیر چلانے دو

میخانہ وہی ساقی بھی وہی پھر اس میں کہاں غیرت کا محل
ہے دشمن خود بھینگا جس کو آتے ہیں نظر خمخانے دو

محمود اگر منزل ہے کٹھن تو راہ نما بھی کامل ہے
تم اس پہ توکل کر کے چلو، آفات کا خیال ہی جانے دو

بھائی عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام!

یہ پیغام ربوہ کے ۲۲ر مارچ کے بلیٹن میں شائع ہو چکا ہے۔ جو ہمیں اب موصول ہوا ہے۔ (ایڈیٹر)

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حالات پہلے سے درستی پر آ رہے ہیں۔ ساٹھ فیصدی جگہوں سے خبریں یہی آ رہی ہیں۔ کہ حالات درست ہو رہے ہیں۔ پچیس فی صدی کے قریب خبریں یہ ہیں۔ کہ فسادات ابھی اپنے دستور پر قائم ہیں۔ اور پندرہ فی صدی جگہوں سے یہ خبریں ہیں کہ فساد یا تو نیا پیدا ہو رہا ہے یا بڑھ رہا ہے۔ بہرحال ان ساری خبروں کا نتیجہ یہ ہے کہ نصف سے زیادہ فساد دب چکا ہے۔ اور خدا کے فضل سے امید ہے کہ ہفتہ عشرہ تک یہ فساد دب جائے گا۔ قریب میں گندم پیدا ہونے والی ہے اور زمیندار مجبور ہو گا کہ وہ گندم کی کٹائی کرے۔ اسی طرح کپاس کی کاشت کا وقت بھی قریب آ رہا ہے۔

غالباً ان دنوں میں مولوی زمینداروں کو مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ اپنا کام چھوڑ دے اور اگر وہ زمیندار کو مجبور کرے گا تو اگلی دو فصلیں اس قدر تباہ ہو جائیں گی۔ کہ پنجابی کو نہ پہننے کو کپڑا ملے گا نہ کھانے کو روٹی ملے گی اور اس تباہی کی ذمہ داری کلی طور پر مولویوں اور مودودیوں پر ہو گی گو یہ فتنہ پرداز لوگ غصے سے اس وقت اندھے ہو رہے ہیں۔ پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ اتنی جرأت کرنی ان کے لئے مشکل ہو گی۔ کیونکہ تین چار مہینے کے بعد اس کے نتائج نکلنے پر پبلک اس قدر مخالف ہو جائے گی کہ وہ کہیں منہ دکھانے کے بھی قابل نہ رہیں گے۔

پس ہمت اور استقلال سے کام لو۔ اصل چیز جرأت اور ایمان ہے۔ ہمارے مخالفوں سے احمدیوں کو مارنے والوں کو بھی یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ اگر میں نے مارا تو کیا پھانسی چڑھوں گا یا اگر مقامی حکام مجھے نہیں پکڑیں گے تو ملک کی تباہی کو دیکھتے ہوئے مرکز دخل دے گا۔ اور میں گولیوں کا شکار بنوں گا۔ پس مارنے والے کے دل میں مرنے والے سے کم ڈر نہیں ہوتا۔ بلکہ اسے موت کے علاوہ کبھی کبھی خدائی سزا کا بھی خیال آ سکتا ہے۔ پس ہمت اور بہادری سے کام لو اور اپنی عاقبت کو بگاڑو نہیں۔

خدا تعالیٰ نے غیر معمولی ثواب کے مواقع آپ کے لئے بہم پہنچائے ہیں۔ اس موقعہ کو بزدلی اور کمزوری سے جو شخص ضائع کرتا ہے وہ بہت بدبخت آدمی ہے۔ کاش وہ پیدا نہ ہوتا تاکہ اسکی سیاہی سے دنیا داغدار نہ ہوتی

اب مودودی آگے آ رہے ہیں اُن پر نگاہ رکھو اور اُن کے تمام حالات سے دفتر کو آگاہ رکھو ان کے لیڈروں کے ناموں سے اطلاع دو۔ ان کے تقریر کرنے والوں سے مطلع کرو اور ان کی تقریر کا خلاصہ ہمارے پاس بھجواؤ۔ وہ پولیس اور فوج کو ہمارے خلاف مسموم کرنا چاہتے ہیں۔ اس بات کی بھی نگرانی رکھو۔

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۰ر مارچ ۱۹۵۳ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دوستوں کو دعا اور انابت الی اللہ کی طرف توجہ دلائی اور ارشاد فرمایا کہ ہمارا فرض ہے کہ ہم خوشی غمی رنج و راحت اور عسر یسر میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہی رجوع کیا کریں۔ اور ہر حال میں اسی سے مدد و نصرت کے طلبگار ہوں کیونکہ وہی ہمارا سہارا ہے۔

حضور نے خطبہ کے آغاز میں فرمایا کہ دنیا میں جب کبھی کسی شخص کو کوئی تکلیف یا خوشی پہنچتی ہے تو وہ اپنے دوستوں اور عزیزوں کی طرف دوڑتا ہے۔ اور فطرتاً چاہتا ہے کہ وہ انہیں بھی اپنے رنج اور راحت میں شریک کرے۔ اسی فطری جذبہ کے ماتحت شادی بیاہ پر تمام رشتہ دار اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اور موت کے مواقع پر بھی برادریوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ جو اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ یہ جذبہ خدا تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں رکھا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ایک بچہ کو باہر کھیلتے ہوئے اگر خربوزے کا چکتا ہوا ٹکڑا بھی مل جاتا ہے۔ تو وہ خوشی میں دوڑ کر فوراً ماں کے پاس جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اماں مجھے یہ ٹکڑا ملا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص بچے کو ذرا سی بھی تکلیف پہنچاتا ہے۔ تو اس صورت میں بھی وہ اپنی ماں کی طرف بھاگتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ میری ماں مجھے بچائے گی۔

یہ مثال بیان کرنے کے بعد حضور نے فرمایا کہ جس طرح بچہ مصیبت اور خوشی کے وقت اپنی ماں کی طرف جھکتا ہے۔ اسی طرح ایک سچا مومن بھی اپنی تکلیف اور خوشی کی گھڑیوں میں اپنے مالک حقیقی اور اپنے قادر مطلق خدا کی طرف بھاگتا اور اس کے آستانہ پر اپنا سر رکھ دیتا ہے۔

اسی لئے ہمارے آقا سیدنا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے۔ کہ ہر تکالیف اور مصیبت کے وقت انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھیں جس کے یہ معنی ہیں کہ ہماری مصیبت کو دور کرنے والا خدا کے سوا کوئی نہیں اس لئے ہم اس کی طرف جاتے اور اسی سے مدد کی درخواست کرتے ہیں۔

اسی طرح حضور نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب تمہیں کوئی خوشی اور راحت پہنچے تو الحمد للّٰہ کہو جس کا مطلب یہ ہے کہ اے خدا یہ انعام تیری ہی وجہ سے ہمیں عطا ہوا ہے۔ اور تو ہی ہماری شکرگذاری کا حقدار ہے۔ گو فرمایا کہ جس طرح ناقص العقل بچے خوشی اور غمی میں اپنی ماں کی طرف نہیں دوڑتے اسی طرح ناقص العقل انسان بھی دعا اور عبادت سے غافل رہتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو عقل و دانش کے مالک ہوتے ہیں ان کے لبوں پر خوشی کے وقت بھی خدا کا ذکر ہوتا ہے۔ اور مصیبت کے وقت بھی اسی کی یاد ہوتی ہے۔

خطبہ کے آخر میں حضور نے نہایت رقت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ ہماری جماعت کے دوستوں کو بھی چاہیئے کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہر حالت میں خدا تعالیٰ کے آستانہ پر جھکیں اور اسی سے دعائیں اور التجائیں کریں کہ اس دنیا میں وہی تنہا ایسی ہستی ہے جو ہماری ہر تکلیف اور ہر مصیبت اور ہر دکھ کو دور کر سکتی ہے۔ یاد رکھو اگر تم خدا تعالیٰ کی طرف جھکو گے تو دنیا کی ہر چیز اور ہر راحت اور ہر برکت تمہیں حاصل ہو گی۔ اور دنیا بھر کے دکھ اور درد کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور اگر تم نے خدا سے غفلت برتی تو تمہارا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع ربوہ سے موصول نہیں ہوئی۔ احباب حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ، افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام، بزرگانِ سلسلہ اور احباب جماعت کی صحت و سلامتی اور خیر و عافیت کے لئے دعائیں جاری رکھیں

امتحان کتب سلسلہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کی تعمیل میں کہ جملہ افراد جماعت کو سلسلہ کا لٹریچر مطالعہ کرانے کے لئے مختلف اوقات میں نصاب مقرر کر کے امتحان لیا جائے۔ نظارت ہذا کی طرف سے قبل ازیں بھی ایسا انتظام کیا جاتا رہا ہے۔

اس دفعہ "رسالہ الوصیت" کا امتحان ۲۱ر جون ۱۹۵۳ء بروز اتوار منعقد ہو گا۔ جملہ عہدہ صاحبان دیگر نیز دینی تعلیم و تربیت افراد جماعت کو زیادہ سے زیادہ اس میں شامل ہونیکی تحریک کریں اور شامل ہونے والے افراد کے نام مع ولدیت سے مطلع کریں۔ اسی طرح لجنہ اماء اللہ بھی اس طرف توجہ کریں اور شامل ہونے والی مستورات کے نام مع ولدیت کے مطلع کریں

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

تبلیغ کا مفید ذریعہ

بڑی بڑی لائبریریوں اور پبلک ریڈنگ روموں میں تبلیغی اغراض کے پیش نظر اخبار بدر جاری کئے جا رہے ہیں۔ آپکو خدا نے مالی وسعت دی ہے۔ صرف چھ روپیہ سالانہ کے ساتھ ایک اخبار کے ذریعہ سال بھر تبلیغ کر سکتے ہیں۔ سابقہ رقوم اب قریب الاختتام ہیں سلسلہ کو ایسے مخلصین کے مستقل تعاون کی ہر وقت ضرورت ہے۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

درخواست ہائے دعا

۱۔ میری اہلیہ چار خورد سالہ بچوں کی ماں ہے کچھ عرصے دماغی عارضہ میں مبتلا ہے۔ لاہور ہسپتال میں زیر علاج ہے صحت کاملہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ عبدالرشید قریشی۔

۲۔ مکرم محمد حفیظ اختر ایم۔ اے آر۔ پی آئی۔ بی۔ ایس کے برابر ایک امتحان دے رہے ہیں انکی کامیابی کیلئے درخواست دعا کرتے ہیں

۳۔ عاجز تھرڈ ایر کے امتحان میں شامل ہوا ہے اس میں کامیابی کیلئے اور عاجز کی ہمشیرہ کی ازدواجی مشکلات کیلئے درخواست دعا ہے

اسلام کا پُر امید مستقبل

مِلّت اسلامیہ کی دوبارہ ترقی کے حقیقی اسباب و ذرائع

(از سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

ہمارے مقدس امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سورۃ والعصر کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ عصر سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بھی ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں روایت ہے کہ آپؐ نے مثال دیتے ہوئے فرمایا:۔ ایک قوم نے صبح سے دوپہر تک کام کیا اور دوسری قوم نے دوپہر سے عصر تک کام کیا۔ اب ہمارے سپرد یہ کام ہؤا ہے۔ کہ ہم نے عصر سے شام تک بنی نوع انسان کے تعمیری پروگرام کو مکمل کرنا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تفسیر کبیر جلد ۹ صفحہ ۸۰ تا صفحہ ۹۰ سورۃ والعصر کی ابتدائی آیت والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا وعملوا الصلحت کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"عصر کے معنے عشرے رات کے ہیں۔ ان معنوں کی رو سے ایک عام قاعدہ اس سورۃ میں بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ بتایا گیا ہے کہ جب قوم پر تباہی کا زمانہ آتا ہے۔ تو اُس سے نکلنے کی راہ صرف ایمان و عمل صالح ہی رہ جاتا ہے۔ یعنی بغیر خدائی ہدایت کے وہ قوم کبھی ترقی نہیں کرتی۔ یہ امر ظاہر ہے۔ کہ رات کا زمانہ تاریکی کا زمانہ ہوتا ہے۔ پس اس جگہ والعصر سے وہ زمانہ مراد ہے جب کسی قوم پر تباہی وارد ہو جاتی ہے۔ اور کامیابی کی کوئی شعاع اُسے دکھائی نہیں دیتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم رات کے زمانہ کو یعنی تباہی اور بربادی کے زمانہ کو اس بات کی شہادت کے طور پر تمہارے سامنے پیش کرتے ہیں۔ کہ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جب قوموں پر تنزل آ جاتا ہے تو اُس وقت ایسی قومیں جو کسی دینی سلسلہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس تباہی سے کبھی بچ نہیں سکتیں۔ سوائے اس کے کہ اُن کے احیاء کے لئے کوئی نبی آئے اور انہیں اس پر ایمان لانے کی سعادت حاصل ہو جائے یہ ایک ایسا قاعدہ ہے جس کے خلاف دنیا میں کوئی ایک مثال بھی نہیں ملتی۔ جب بھی کوئی مذہبی جماعت گری ہے ہمیشہ کسی نبی کے ذریعہ ہی اُس کا احیاء ہؤا ہے۔ اس کے بغیر کسی قوم کا آج تک احیاء نہیں ہؤا۔ مثلاً تاریخ بتاتی ہے کہ پہلے حضرت کرشنؑ آئے۔ اور پھر حضرت رام چندرؑ آئے یا ہندوؤں کے خیال کے مطابق پہلے حضرت رامؑ آئے اور بعد میں حضرت کرشنؑ آئے۔ ان میں سے کوئی صورت سمجھ لو۔ ہمارے نزدیک پہلے حضرت کرشنؑ کے ذریعہ ہندو قوم کو ترقی حاصل ہوئی اور پھر ایک لمبے عرصہ کے بعد جب اُن میں تنزل پیدا ہؤا تو وہ تنزل اس وقت دور ہؤا جب حضرت رامؑ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو گئے۔

ہندوؤں کے عقیدہ کے مطابق پہلے حضرت رام کے ذریعہ اُن کو ترقی ملی۔ اور بعد میں حضرت کرشنؑ نے اُن کو عروج تک پہنچایا۔ اس کے بعد جب پھر اُن میں تنزل پیدا ہؤا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت بدھؑ کو لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث فرما دیا۔ جن پر ایمان لا کر قوم کا تنزل دور ہؤا۔ بہرحال جب بھی کسی مذہبی جماعت کو تنزل کے بعد عروج ہؤا ہے ہمیشہ ایمان اور عمل صالح کے ساتھ حاصل ہؤا ہے۔ دنیوی تدابیر سے کام لے کر آج تک کوئی ایک مذہبی جماعت بھی کامیابی حاصل نہیں کر سکی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک اٹل قانون ہے جس کے خلاف ہمیں کوئی نظارہ نظر نہیں آتا۔ اور کوئی شخص ایسی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ کہ فلاں جماعت جس کا مذہب کے ساتھ تعلق تھا ترقی کے بعد گر گئی تھی۔ مگر محض دنیوی تدابیر سے کام لے کر اُس نے دوبارہ عروج حاصل کر لیا۔ مذہبی جماعتوں کی زوال کے بعد ترقی اللہ تعالیٰ نے نبوت کے ساتھ وابستہ کر دی ہے۔ جو قوم یہ وابستگی پیدا کر لیتی ہے وہ عروج حاصل کر لیتی ہے۔ اور جو اس وابستگی سے محروم رہتی ہے۔ وہ خواہ لاکھ تدابیر اختیار کرے کبھی اپنے زوال کو دور نہیں کر سکتی۔ مثلاً یہودیوں کو دیکھ لو پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام اُن کی طرف مبعوث ہوئے اور انہوں نے قوم کو عروج تک پہنچایا۔ اس کے بعد جب اُن میں تنزل پیدا ہؤا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے [illegible] انہوں نے ایک گری ہوئی قوم کو ترقی کے مینار تک پہنچا دیا۔ پھر تنزل پیدا ہؤا تو حضرت شمعونؑ آ گئے۔ جنہوں نے قوم کی اصلاح کی پھر تنزل پیدا ہؤا تو حضرت داؤدؑ آ گئے۔ اور انہوں نے اصلاح کی غرض ہمیشہ انبیاء کے ذریعہ ہی اُن کو ترقی حاصل ہوئی۔ ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہؤا کہ نبی پر ایمان لائے بغیر انہیں محض دنیوی تدابیر سے عروج حاصل ہو گیا ہو۔ اسی طرح بابل کی حکومت نے اُن کو تباہ کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے عزرا نبی کو کھڑا کر دیا جس نے اُن کی ذلت دور کی۔ پھر گرے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرما دیا۔ یہ نہیں ہؤا۔ کہ دنیوی لیڈروں کی اتباع کر کے انہیں کامیابی حاصل ہوتی ہو یا مادی تدابیر نے اُن کو ترقی تک پہنچا دیا ہو۔ یہی قانون اب مسلمانوں کے متعلق بھی کام کر رہا ہے۔ مسلمان اپنی نادانی کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری کامیابی کا ذریعہ یہ ہے۔ کہ ہم انجمنیں بنائیں۔ مدرسے جاری کریں۔ یونیورسٹیاں اور کالج قائم کریں، صنعت و حرفت اور تجارت کی طرف توجہ کریں۔ اور اس طرح اپنی ذلت اور نکبت کو دور کر کے ترقی یافتہ اقوام کی صف میں کھڑے ہو جائیں۔ وہ یہ نہیں دیکھتے کہ آج تک کوئی ایک مثال بھی تو ایسی نہیں ملتی کہ کسی مذہبی جماعت کو تنزل کے بعد محض دنیوی تدابیر سے غلبہ حاصل ہو گیا ہو جب بھی کوئی مذہبی جماعت گری ہے اُسے نبی کے ذریعہ ہی دوبارہ عروج حاصل ہؤا ہے۔ اس کے بغیر عروج حاصل ہونے کی کوئی ایک مثال بھی تاریخ سے پیش نہیں کی جا سکتی۔

بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ اگر یہ بات درست ہے۔ تو انگلستان کیوں ترقی کر گیا یا امریکہ کیوں ترقی کر گیا۔ یہ لوگ کس نبی پر ایمان لائے تھے کہ انہیں ساری دنیا پر غلبہ حاصل ہو گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ بات ہی غلط ہے کہ انگلستان اور امریکہ وغیرہ نے تنزل کے بعد ترقی کی ہے۔ ان قوموں میں سے سوائے جاپان کے اور کوئی قوم ایسی نہیں جس نے ترقی کے مقام سے گرنے کے بعد دوبارہ عروج حاصل کیا ہو۔ ان کے متعلق یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے وحشیانہ حالت سے ترقی کرتے کرتے عروج حاصل کر لیا۔ مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ایک دفعہ ترقی حاصل کرنے کے بعد جب یہ لوگ بالکل گر گئے تھے تو دوبارہ اپنی تدابیر سے انہوں نے ساری دنیا پر غلبہ حاصل کر لیا۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ کوئی مذہبی جماعت یعنی جو سچے مذہب کی طرف منسوب ہو، جو ایک دفعہ ترقی حاصل کرنے کے بعد گر جائے۔ وہ اُس وقت تک کبھی ترقی نہیں کر سکتی جب تک کوئی نبی اس کی طرف مبعوث نہ ہو۔ مگر یہ قومیں وہ ہیں جو ترقی حاصل کرنے کے بعد ابھی گری نہیں۔ اُنہوں نے بے شک ادنیٰ حالت سے ترقی کرتے کرتے یہ مقام حاصل کیا ہے۔ مگر یہ نہیں ہؤا کہ تنزل کے بعد انہوں نے دوبارہ ترقی کی ہو۔ صرف جاپان کی مثال اس سوال میں پیش کی جا سکتی ہے۔ مگر وہ بھی یہاں چسپاں نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ اگر کوئی قوم خالص دنیوی ذرائع سے کام لے کر ترقی کر جاتی ہے۔ تو وہ وہی قوم ہوتی ہے جس میں نورِ الہام بند ہو چکا ہوتا ہے۔ جب تک کوئی قوم نورِ الہام سے دور نہیں ہوتی اور وہ کسی سچے نبی کو جس کا زمانہ نبوت جاری ہوتا ہے۔ مان رہی ہوتی ہے۔ اُس وقت تک وہ قوم کبھی دوبارہ ترقی نہیں کر سکتی۔ جب تک کسی مامور کے ذریعہ سے اُسے ترقی نہ ملے۔ چونکہ آج کل مسلمانوں کے سوا باقی تمام اقوام زندہ دین سے دُور ہو چکی ہیں۔ اسلئے ہندو اگر خالص دنیوی تدابیر سے کام لے کر ترقی کر لیں تو وہ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ سچے دین کی طرف منسوب نہیں۔ جب وہ ایک سچے دین کی طرف منسوب تھے۔ اور جب تک ہندو مذہب زندہ تھا پہلے کرشنؑ آئے جن پر ایمان لا کر انہیں ترقی حاصل ہوئی۔ پھر رامؑ آئے جن پر ایمان لا کر انہیں ترقی حاصل ہوئی۔ پھر بدھؑ آئے جن پر ایمان لا کر انہیں ترقی حاصل ہوئی۔ یا ہندوؤں کے نزدیک پہلے رامؑ پھر کرشنؑ اور پھر بدھؑ آئے۔ اور اُن کے ذریعہ انہیں ترقی حاصل ہوئی۔ لیکن بدھؑ کے بعد چونکہ ہندو مذہب اور پھر بدھ مذہب منسوخ ہو گیا۔ اس لئے اب اگر ہندو محض دنیوی تدابیر سے ترقی کر جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن مسلمان کبھی دنیوی تدابیر سے ترقی نہیں کر سکتے کیونکہ مسلمان ایک سچے مذہب کو ماننے والے ہیں اور جس جماعت کی یہ حالت ہو وہ تنزل کے بعد بغیر اللہ تعالیٰ کے کسی نبی کی بعثت کے دوبارہ ترقی نہیں کیا کرتی۔ عیسائی اگر تنزل کے اور ترقی کر جائیں تو اس میں کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ کیونکہ عیسائیوں سے اب اللہ تعالیٰ اپنی محبت کے تمام تعلقات منقطع کر چکا ہے۔ اور اُن کا مذہب منسوخ ہو چکا ہے۔

پس یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قانون کہ دنیا کی ترقی دین کے ساتھ وابستہ ہے۔ ہر قوم کے متعلق نہیں۔ بلکہ اُن اقوام کے متعلق ہے جو ابھی اللہ تعالیٰ کے الہام سے محروم نہیں ہوئیں اگر اُن کو بھی دین کے بغیر دنیا میں ترقی مل جائے تو پھر دین کا کسی قوم کے پاس بھی حصہ نہ رہے۔ اور خدا تعالیٰ کا خانہ بالکل خالی ہو جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اب مسلمانوں کو کبھی ترقی نہیں دے سکتا۔ جب تک وہ الا [illegible] الذین آمنوا وعملوا الصلحت میں اپنے آپ کو [illegible] نہیں کر لیتے۔ آج اللہ تعالیٰ کنفیوشس [illegible] کے پیروؤں کو بالکل چھوڑ بیٹھا ہے۔ زرتشتی مذہب کے پیروؤں کو بالکل چھوڑ بیٹھا ہے۔ بدھ مذہب کے پیروؤں کو بالکل چھوڑ بیٹھا ہے۔ ہندو مذہب کے پیروؤں کو بالکل چھوڑ بیٹھا ہے۔ عیسائی مذہب کے پیروؤں [illegible]

کو بالکل چھوڑ بیٹھا ہے۔ اور اُن کی مثال بالکل ایسی ہے۔ جیسے کسی زمیندار کا بیل بڈھا ہو جائے تو وہ اُسے کھلا چھوڑ دیتا ہے۔ اور اس بات کی پروا تک نہیں کرتا کہ وہ رات کو گھر میں واپس آتا ہے یا نہیں۔ لیکن مسلمانوں کی مثال دودھ دینے والی گائے کی سی ہے۔ ایک بڈھا بیل جسے کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اُس کے متعلق مالک کا اور قانون ہوتا ہے۔ اور گھر کی دودھ دینے والی گائے کے متعلق مالک کا اور قانون ہوتا ہے۔ بوڑھا بیل اگر رات کو گھر میں نہیں آتا تو مالک اس کی پروا ہی نہیں کرتا۔ لیکن اگر وہ دیکھے گا کہ رات کو گھر میں نہ آئے تو وہ ادھر اُدھر دوڑتا پھرتا ہے۔ اور ہر ایک سے پوچھتا ہے کہ میری گائے کدھر گئی۔ پس وہ قومیں جن کا خدا تعالیٰ سے تعلق کٹ چکا ہوتا ہے۔ اگر دنیوی اسباب سے ترقی کر جائیں تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کچھ پروا نہیں ہوتی۔ لیکن وہ جماعتیں جن کا خدا تعالیٰ سے روحانی تعلق باقی ہوتا ہے۔ ان کے متعلق خدا تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ اُن کی اصلاح اور ترقی بغیر نبی کے نہیں ہوتی پس انگلستان اور امریکہ اور جاپان وغیرہ کی مثالیں یہاں چسپاں نہیں ہوتیں۔ یہ قانون اُن اقوام کے متعلق ہے جن کا ابھی خدا تعالیٰ سے کچھ تعلق ہوتا ہے۔ نہ اُن کے متعلق جو خدا تعالیٰ سے بغاوت اختیار کر کے نورِ الہام سے کلیتہً محروم ہو جاتی ہیں۔

خُسر کے معنے گھاٹے کے بھی ہیں گمراہی کے بھی ہیں اور ہلاکت اور بربادی کے بھی ہیں۔ ان تینوں میں سے ہلاکت کے معنوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اگر اس آیت کو اسلام کے آخری زمانہ پر چسپاں کیا جائے تو اَلْاِنْسَان سے مراد "مردِ مغرب" ہوگا اور اس میں یہ پیشگوئی پائی جائیگی کہ مغربی لوگ صرف اپنے آپ کو انسان سمجھیں گے باقی دنیا میں سے کسی کو بھی انسان سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہوں گے اور لَفِیْ خُسْرٍ کا مفہوم یہ ہوگا کہ جتنا جتنا وہ اپنے آپ کو کامل انسان بنائیں گے اتنا ہی اُن کی ہلاکت کا سامان پیدا ہوتا چلا جائیگا چنانچہ اب حقیقت تمام دنیا پر منکشف ہو رہی ہے کہ جس قدر تہذیب ترقی کر رہی ہے۔ اُسی قدر تباہی اور بربادی کے سامان بھی بڑھتے چلے جا رہے ہیں ابھی سالوں میں سے ایک ایٹم بم ہے جو اس جنگ میں ایجاد کیا گیا۔ یہ ایک ایسا خطرناک اور تباہ کن ہتھیار ہے کہ جنرل میکارتھر نے اپنے ایک اعلان میں صاف طور پر کہا ہے کہ ہا ہمیں اسلحہ کی اس ترقی کے مقابلہ میں اپنے اخلاق میں بھی نمایاں ترقی کرنی پڑے گی۔ ورنہ اگر اخلاق میں ترقی نہ ہوئی تو دنیا کی تباہی میں کوئی شبہ نہیں۔ یہی بات اللہ تعالیٰ نے اس جگہ بیان فرمائی ہے کہ وہ جتنا جتنا اپنے آپ کو اَلْاِنْسَان قرار دیں گے اور یہ دعوے

کریں گے کہ ہم میں بڑے بڑے سائنسدان ہیں۔ بڑے بڑے صاحبِ دان ہیں۔ بڑے بڑے ماہرین تجارت ہیں۔ بڑے بڑے صناع ہیں۔ بڑے بڑے موجد ہیں۔ اُتنا ہی وہ ہلاکت کے قریب ہوتے جائیں گے۔ اور اپنی قبر اپنے ہاتھوں سے کھود لیں گے۔

اسی طرح خُسر کے معنی ضلالت کے بھی ہیں۔ اس لحاظ سے آیت کے یہ معنے ہوں گے کہ آخری زمانہ میں لوگ مومنوں کو ذلیل اور ادنیٰ سمجھیں گے اور اپنے آپ کو ہی انسان سمجھیں گے۔ لیکن ہدایت صرف مومنوں کے پاس ہوگی۔ اُس وقت ایک موعود کا پیدا ہونا اور عصر کامل یعنی نبی کا وجود اس امر کا ثبوت ہوگا کہ بظاہر کامل نظر آنے والا انسان گمراہی ثابت کیا جاتے۔ صرف روحانی طور پر ہی یہ امر ثابت ہو سکے گا۔ اس صورت میں اَلْعَصْر سے مراد کامل عصر ہوگا اور کامل عصر وہی ہوتا ہے جس میں خدا تعالیٰ کا کوئی نبی لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث ہو۔ پس فرماتا ہے۔ اُس وقت ایک قوم کی ایسی حالت ہوگی کہ وہ اپنے آپ کو ہی انسان سمجھے گی۔ اور کو انسان قرار دینے کے لئے تیار نہیں ہوگی مگر ہوگی گمراہ۔ اور اس کی گمراہی کے ثابت ہونیکا دنیا کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہوگا صرف روحانی طور پر یہ امر ثابت ہو سکیگا چنانچہ دیکھ لو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد مغربی لوگوں کی گمراہی ثابت کرنا کونسا مشکل کام رہ گیا ہے۔ ہم میں سے ہر شخص علی الاعلان کہہ سکتا ہے کہ اہلِ مغرب گمراہ ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا ایک نبی آیا جسے ہم نے تو مان لیا مگر مغرب اس کا منکر ہے۔ اسلئے ہم ہدایت پر ہیں اور وہ گمراہی پر۔ مگر باقی مذاہب کس ذریعہ سے یورپ پر اپنی برتری ثابت کر سکتے ہیں۔ وہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ہم مغرب پر فوقیت رکھتے ہیں یا ہمارے پاس تو ہدایت ہے۔ لیکن مغرب کے پاس ہدایت نہیں۔ وہ حیران و پریشان کھڑے ہیں۔ اور اُن کے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں۔

. . . .

. . . . جس سے وہ یورپ کی گمراہی ثابت کر سکیں۔ اسلام زندہ باد یا غیر مذاہب مُردہ باد کے فلک شگاف نعرے بلند کرنا کوئی مشکل امر نہیں جو شخص چاہے یہ نعرے بلند کر سکتا ہے۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ کیا مسلمانوں کے دلوں پر بھی اسلام کا اثر ہے یا محض زبان تک اُن کے دعوے محدود ہیں؟ اگر کوئی شخص مسلمانوں کے حالات پر گہرا غور کرے تو اُسے تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ آج مسلمانوں پر اسلام کا کچھ بھی اثر نہیں۔ وہ بظاہر اسلام زندہ باد کے نعرے بلند کرتے ہیں مگر چلتے یورپ کے پیچھے ہی ہیں اور

سمجھتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم تو ہمیں تباہی سے نہیں بچا سکتی۔ لیکن یورپ کی تقلید ہمیں بچا سکتی ہے۔ اگر اُس حصہ کو الگ کر لیا جائے جو سیاسی جدوجہد کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور یہ دیکھا جائے کہ سیاسی رنگ میں یورپ سے آزادی حاصل کرنے کے بعد۔ ایک مسلمان کیا بننا چاہتا ہے تو صاف طور پر دکھائی دیتا ہے۔ کہ یورپ کی سیاسی غلامی سے آزاد ہونے کے بعد ایک مسلمان انگلستان کا چرچل تو بننا چاہتا ہے۔ مگر وہ نہیں چاہتا کہ میں عرب کا ابوبکرؓ بن جاؤں وہ یہ تو خواہش رکھتا ہے کہ میری گردن مغرب کے سیاسی دباؤ سے آزاد ہو جائے۔ مگر اس آزادی کے بعد اُس کا مقصد ابوبکرؓ بننا نہیں یا عمرؓ اور عثمانؓ بننا نہیں۔ بلکہ وہ چاہتا ہے کہ میں آزادی کے بعد انگلستان کا ایٹلی بنوں یا امریکہ کا ٹرومین بن جاؤں یا روس کا سٹالن بن جاؤں۔ اس کی آنکھوں کے سامنے یورپین ممالک کی با اقتدار شخصیتیں یکے بعد دیگرے آتی ہیں اور وہ ایک سرد آہ کھینچ کر کہتا ہے کہ کاش مجھے موقعہ ملے تو میں بھی مغرب کی طرح دنیا پر حکمرانی کروں۔ مگر یہ بات کہ میں جلال الدین سیوطیؒ بن جاؤں یا امام بخاریؒ بن جاؤں یا سید عبدالقادر جیلانیؒ بن جاؤں کبھی وسوسہ کے طور پر بھی کسی مسلمان کے دل میں پیدا نہیں ہوتی۔ پس فرماتا ہے اُس وقت کوئی جماعت ایسی نہیں ہوگی جو مردِ مغرب کو گمراہی پر سمجھنے والی ہو۔ ہر قوم اُس کی نقل کرنا چاہیگی اور اُس کی تقلید پر ہی اپنی تمام کامیابی کا دار و مدار سمجھے گی سیاسی آزادی بالکل الگ چیز ہے۔ اس آزادی کے معنے صرف اتنے ہی ہیں کہ ہم کو بھی ویسی ہی برتری مل جائے جیسے مغرب کو حاصل ہے۔ ورنہ اس سیاسی آزادی کے بعد ہر قوم کے دل میں خواہش یہی پائی جاتی ہے کہ مجھے بھی مغرب کی طرح اقتدار حاصل ہو۔ بہرحال اُس وقت کوئی قوم ایسی نہیں ہوگی جو مغربی لوگوں کی گمراہی ثابت کر سکے صرف نبی کا وجود ہوگا جس پر ایمان لانے کی وجہ سے ایک جماعت نہایت اطمینان کے ساتھ یہ کہے گی کہ یورپ کے لوگ کہاں جیت سکتے ہیں جیتنا تو ہم نے ہے۔ جو ایک نبی پر ایمان لائے ہیں۔ گویا امید جو جیتنے کا ایک ہی ذریعہ ہوتا ہے صرف مومنوں کو نصیب ہوگا۔ وہ دوسری اقوام جو مومن نہیں ہوں گی اور نہ مردِ مغرب کی ساتھی وہ حیران و پریشان ہوں گی۔ نہ مردِ مغرب اُن کو اپنے ساتھ شامل کرے گا۔ ورنہ اس کی کمزوری اور گمراہی [illegible] وہ سرگردان و حیران ہوں [illegible] انہیں نظر نہ آتا ہوگا یہی وجہ ہے [illegible] بڑے بڑے لیڈر یورپ کے سامنے [illegible] Apology

کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اُن میں یہ ہمت نہیں ہوتی کہ وہ کھلے اور واضح الفاظ میں مغرب کی بُرائی اس پر ظاہر کر سکیں۔ سید امیر علی صاحب نے اپنی کتب میں یوروپین مصنفین کے اعتراضات کا جواب دینے کی کوشش کی ہے مگر انہوں نے سب جگہ اپالوجی سے کام لیا ہے اور کہا ہے کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یوروپین مصنفین اسلام کے خلاف اعتراضات درست ہیں مگر ہماری التجا صرف اس قدر ہے کہ اسلام کے متعلق زیادہ سخت رائے نہ قائم کی جائے کیونکہ اسلام ایسے زمانہ میں آیا تھا جب دنیا ابھی ترقی کی دوڑ میں بہت پیچھے تھی۔ اس لئے اُس کے کئی مسائل موجودہ زمانہ کی ضروریات کے لئے مکتفی نہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپالوجی کو بالکل رد کرتے ہوئے کھلے الفاظ میں یوروپین لوگوں پر اُن کی گمراہی ثابت کی ہے۔ اور بتایا ہے کہ اسلام نے جو کچھ کہا اُس کا ایک ایک حرف درست ہے۔

غرض سب مسلمانوں کے دلوں میں آج امید بالکل مٹ چکی ہے صرف ہماری جماعت ایسی ہے جو اپنے اندر ایک پُر امید دل رکھتے ہوئے مغرب کی گمراہی ثابت کر رہی ہے۔ اور یقین رکھتی ہے کہ مغرب اس کے مقابلہ میں کبھی جیت نہیں سکتا۔ پس وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ کے معنے یہ ہوئے کہ ہم اَلْعَصْر یعنی زمانۂ نبوت کو اس بات کی شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ آخری زمانہ میں باقی ساری قومیں یورپ کے دبدبہ اور اُس کی شوکت و حشمت سے مرعوب ہو جائیں گی اور وہ سمجھیں گی کہ دنیا کی نجات صرف مغرب کی تقلید میں ہے۔ لیکن ایک جماعت جو ایمان اور عمل صالح کی دولت سے مشرف ہوگی۔ اس کے افراد اس خیال کو باطل قرار دیں گے۔ وہ کہیں گے کہ یورپ ہمارے مقابلہ میں کہاں جیت سکتا ہے۔ اُس نے تو یقیناً تباہ ہو جانا ہے۔ باقی قومیں چونکہ صرف دنیوی نقطۂ نگاہ سے مغرب کو دیکھیں گی۔ اس لئے یورپ کا مرد انہیں مردِ کامل نظر آئے گا۔ لیکن وہ لوگ جو یورپ کو روحانی نقطۂ نگاہ سے دیکھیں گے انہیں یورپ کا مرد "مردِ بیمار" نظر آئے گا۔ چنانچہ آج بالکل یہی کیفیت گزر رہی ہے آج یورپ کے لوگوں کو ترکی مردِ بیمار نظر آتا ہے اور ایشیائی ممالک کو یورپ مردِ توانا دکھائی دیتا ہے۔ لیکن جماعت احمدیہ کے افراد کو باقی تمام دنیا کے خلاف یورپ مردِ بیمار نظر آتا ہے اور وہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ یہ مردِ بیمار کبھی ہم پر غلبہ حاصل نہیں کر سکتا۔

[margin note:] ... گمراہی میں مبتلا ہے یعنی دنیا پر مغرور لوگوں کی غلطی ثابت کرنیکا ذریعہ صرف نبی کا وجود ہوگا۔ ورنہ کوئی اور صورت نہیں ہوگی گمراہی

حضرت بانی سلسلۂ احمدیہ علیہ السلام کی صداقت کا

ایک تازہ نشان

ایک عظیم الشان پیشگوئی کا پورا ہونا

خدا تعالےٰ کی یہ سنت ہے کہ جب بھی اس کے ماموروں اور پیاروں اور اس کے قائم کردہ سلسلوں کی مخالفت زور پکڑتی ہے اور اللہ تعالےٰ کے نور کو بجھانے کے لئے مخالفین انتہائی کوشش بروئے کار لاتے ہیں۔ تو خدا تعالےٰ کے فرشتے اذنِ الٰہی سے ان مخالفانہ کوششوں اور جدوجہد کو اکارت کرنے اور الٰہی نور کو اور بھی زیادہ چمکانے کے لئے بڑی سرعت سے نازل ہوتے اور نشان نمائی کرتے ہیں۔

پاکستان میں اس وقت جماعت احمدیہ کی جس شدت سے مخالفت ہو رہی ہے۔ اور جس بے باکی اور دیدہ دہنی سے حضرت مسیح موعود بانی سلسلۂ عالیہ احمدیہ اور آپ کے مقدس خلفاء اور بزرگان کو گالیاں دیں اور کفر کے فتوے لگائے جا رہے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اس نازک اور اہم موقعہ پر بھی خدا تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اور آپ کی جماعت کی سچائی کے اظہار کے لئے خاص نشان نمائی فرمائی ہے جس کا مختصر طور پر ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی مشہور کتاب "تحفہ گولڑویہ" (مطبوعہ یکم ستمبر ۱۹۰۲ء) کے صفحہ ۲۹ پر ایک عظیم الشان پیش گوئی کا ذکر ان الفاظ میں فرماتے ہیں:۔

"ایک زبردست الہام اور کشف:۔ آج ۲ر جون ۱۹۰۰ء کو بروز شنبہ بوقت دوپہر دو بجے کے وقت مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ ایک ورق جو نہایت سفید تھا دکھلایا گیا۔ اس کی آخری سطر میں لکھا تھا۔ اقبال۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آخر سطر میں یہ لفظ لکھنے سے انجام کی طرف اشارہ تھا یعنی انجام با اقبال ہے۔ پھر ساتھ ہی یہ الہام ہوا:۔

تادرستے کارہ بار محو دار ہو گئے کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے

اس کے یہ معنے مجھے سمجھائے گئے کہ عنقریب کچھ ایسے زبردست نشان ظاہر ہو جائیں گے جس سے کافر کہنے والے جو مجھے کافر کہتے تھے۔ الزام میں پھنس جائیں گے اور خوب پکڑے جائیں گے۔ اور کوئی گریز کی جگہ ان کے لئے باقی نہ رہے گی۔ یہ پیشگوئی ہے ہر ایک پڑھنے والا اس کو یاد رکھے۔

اس کے بعد ۳ر جون ۱۹۰۰ء کو بوقت ساڑھے گیارہ بجے یہ الہام ہوا:۔

کافر جو کہتے تھے وہ نگوں سار ہو گئے جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے

یعنی کافر کہنے والوں پر خدا کی حجت ایسی پوری ہو گئی۔ کہ ان کے لئے کوئی عذر کی جگہ نہ رہی۔ یہ آئندہ زمانہ کی خبر ہے۔ کہ عنقریب ایسا ہو گا۔ اور کوئی ایسی چمکتی ہوئی دلیل ظاہر ہو جائے گی کہ فیصلہ کر دے گی۔"

مندرجہ بالا پیشگوئی اس وقت کی گئی جب کہ انگریزوں کی لامذہبی حکومت اپنی شان اور طاقت میں تھی۔ اور مذہبی عقائد بیان کے اظہار پر کسی کو گرفت نہ کرتی تھی اس وقت سے کچھ عرصہ پہلے اور بعد میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپکی مقدس جماعت پر کفر، ارتداد اور خارج از اسلام ہونے کے فتوے علماء ہند لگا چکے تھے۔ ان فتاویٰ کے مبشر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور شیخ الکل مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی تھے باوجود اس کے کہ ان علماء نے جگہ جگہ پھر کر ان فتاویٰ تکفیر پر علماء ہند کے دستخط کروائے بلکہ علمائے عرب سے بھی فتوے حاصل کئے۔ لیکن برطانوی حکومت نے اس وجہ سے ان علماء کے خلاف کوئی قدم اُٹھانا مناسب نہ سمجھا۔ اور احمدیہ جماعت کو کافر قرار دینے والے یہ سب علماء ان فتووں کی متواتر اشاعت بھی کرتے رہے لیکن حکومت کی گرفت میں نہ آئے۔ مخالفین سلسلہ یہ خیال کرتے تھے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔

لیکن اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے وقت کو وہ خدا جس نے اپنے مامور کو الہام فرمایا تھا خوب جانتا تھا۔ اور اس کو پورا کرنے پر قدرت بھی رکھتا تھا۔ چنانچہ جب لوگوں نے سمجھا کہ اس پیشگوئی کا پورا ہونا اب ناممکن ہو گیا ہے۔ بالخصوص پاکستان میں جہاں اب غیر احمدی علماء کا سکہ اور خطبہ رائج ہو گا۔ جس کو وہ چاہیں گے خارج از اسلام اور کافر قرار دے کر غیر مسلم اقلیت کا فیصلہ کرا دینگے اس وقت خدا نے ایسے سامان پیدا کئے کہ یہ مکفر علماء اپنے غرور اور تکبر اور سیاسی نشہ میں اپنے ملکی فرائض کو بھی بھول گئے۔ اور ان کی تقریریں اور حرکات صاف طور پر حکومت کی نگاہ میں مفاد عامہ اور ملک کے امن کے لئے مضر سمجھی گئیں اور کفر کے فتوے اور احمدیہ جماعت کو اقلیت قرار دینے کے مطالبے محض سیاسی سٹنٹ قرار پائے۔ چنانچہ وہ بات جس کو لوگ پاکستان حکومت میں ناممکن خیال کرتے تھے یعنی کسی کو کافر قرار دینے پر گرفتاری ہونا وہ وقوع میں آگئی۔ اور علماء مکفرین بحیثیت جماعت کے مغربی پاکستان میں گروہ در گروہ گرفتار کئے گئے۔

وہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری جو انگریزوں کی حکومت میں باوجود انتہائی اشتعال انگیزی اور تکفیر بازی کے پوری سزا سے بچ گئے تھے اور ان کو صرف تا برخاست عدالت قید کی سزا ملی تھی۔ موجودہ شورش میں گرفتار ہو کر ایک سال کے لئے نظر بند کئے گئے۔ ان کے علاوہ مولوی عبد الحامد صاحب بدایونی۔ مولوی سید ابوالحسنات محمد احمد۔ پیر سید فیض الحسن آلو مہاری۔ شیخ حسام الدین جنرل سکرٹری مجلس احرار۔ مولوی عبد الستار نیازی۔ سید مظفر علی شمسی۔ ماسٹر تاج الدین انصاری۔ مولوی لال حسین اختر۔ مولوی عبد الرحیم جوہر۔ قاضی اللہ نواز خاں ایڈیٹر حکومت وغیرھم بہت سے مشہور علماء مکفرین گرفتار ہوئے۔

یہ گروہ کراچی میں گرفتار ہؤا۔ اس کے بعد پنجاب کے مختلف حصوں میں بھی ان علمائے مکفرین کی گرفتاریاں ہوئیں۔ اور مورخہ ۲۹/۳/۵۳ کو جماعت اسلامیہ کے لیڈر مولانا ابوالاعلیٰ مودودی جو اس شورش اور شرارت میں پیش پیش تھے گرفتار ہوئے اور ان کے ساتھ مولوی امین احسن اصلاحی محمد عبد الجبار غازی۔ مولوی مسعود عالم ندوی۔ نعیم صدیقی۔ میاں طفیل محمد قیم جماعت اسلامی اور کراچی میں مولوی محمد یوسف کلکتوی صدر جمعیتہ اہل حدیث اور بہت سے اور مکفر علماء

اور ان کے متبعین جن میں مولوی اختر علی ایڈیٹر اخبار زمیندار بھی شامل ہیں گرفتار ہوئے۔ اور نہ معلوم ابھی الٰہی گرفت میں ابھی اور کون آئے گا۔

خدا تعالےٰ جانتا ہے کہ ہم ان مکفر علماء یا ان کے متبعین کی تکلیف اور دکھ سے خوش نہیں۔ اور ہمیں ان کی گرفتاری اور نامناسب حرکات کے ارتکاب سے دلی رنج ہے خود ہمارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے بھی فرمایا ہے کہ:۔

"ہم میں خواہ کتنے ہی اختلاف ہوں ہم اس امر کو نظر انداز نہیں کر سکتے کہ سب مسلمان کہلانے والے ہمارے آقا کی امت سے ہیں۔ اور امت خواہ کتنی ہی گنہگار ہو۔ ان کی تکلیف کا رنج صاحبِ امت کو ضرور ہوتا ہے۔ جس طرح اولاد خواہ کتنی ہی غلطی کرے ان کی تکلیف کا اثر والدین پر ہوتا ہے۔ پس ہمیں ان لوگوں کے لئے دعا بھی کرنی چاہیئے۔ جو غلط فہمیوں میں مبتلا ہو کر ہماری مخالفت کرتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ سے دعا کرنی چاہیئے کہ وہ ان کو ایسے راستہ پر چلنے کی توفیق دے کہ وہ عذابوں سے بچیں۔"

پس ہم تو تمام بنی نوع انسان سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ اور ان کے دکھ اور درد کو اپنا دکھ اور درد سمجھتے ہیں۔ ہماری یہی دعا ہے کہ خدا تعالےٰ ان علماء کو ایمان اور تقویٰ بخشے اور ان کے خیالات کی اصلاح فرمائے تاکہ وہ خود بھی امن و آرام میں رہیں۔ اور مخلوق خدا کو بھی راحت و آرام پہنچائیں۔ افسوس ہے کہ موجودہ زمانے کے اکثر علماء دین کو چھوڑ کر سیاسیات میں پڑ چکے ہیں جس کے نتیجہ میں ایک طرف تو وہ دین کی اشاعت اور ترویج سے غافل ہو گئے ہیں۔ اور دوسری طرف سیاست پر عبور نہ ہونے کی وجہ سے آئیں بھی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ اور ملک و قوم کے لئے باعث نقصان ہو رہے ہیں۔

بہرحال حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی اس عظیم الشان پیشگوئی کے پورا ہونے سے علماء پاکستان پر حجت پوری ہو چکی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے ایک دفعہ پھر اپنے مامور اور سلسلہ حقہ کی صداقت کو دنیا پر پوری شان سے ظاہر فرما دیا ہے۔ اس پیشگوئی سے جو بہت سی عظیم الشان غیبی اخبار پر مشتمل ہے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی رسالت اظہر من الشمس ہوتی ہے کیونکہ خدا تعالےٰ واضح طور پر قرآن کریم میں فرماتا ہے عالم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول یعنی اللہ تعالےٰ غیب کو جاننے والا ہے اور وہ اخبار غیبیہ پر کسی کو غلبہ نہیں بخشتا مگر اپنے رسولوں میں سے جس کو پسند فرماتا ہے پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبل از وقت شائع شدہ پیشگوئی کے مطابق علماء مکفرین کا مغربی پاکستان کے طول و عرض میں گرفتار ہونا آپکی سچائی اور منجانب اللہ ہونے کی ایک زبردست دلیل ہے فھل من مدکر۔

افکار و آراء

روزنامہ اقدام حیدرآباد نے مورخہ ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۷۲ھ (۱۱ مارچ ۱۹۵۳ء) کو مندرجہ ذیل مقالہ افتتاحیہ تحریر کیا ہے۔ جو قارئین کرام کے غور و فکر اور توجہ کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

یہ احمدی و غیر احمدی کا فتنہ کیا ہے؟

اسلام اس "مقدس تحریک" کا نام ہے۔ جو وسعت نظر، فراخ دلی، انسانیت دوستی اور جمہوریت نوازی میں اپنی مثال نہیں رکھتی۔

پاکستان کی حکومت اور پاکستان کے عوام کی غالب اکثریت اسلام کے اصولوں کی نگہبانی کا دعویٰ کرتی ہے۔ اسلام کو سرخرو و بلند کرنے کی آرزومند ہے۔ اور اسلامی قوانین و احکامات کی روشنی میں اپنی زندگی کو آگے بڑھانے کے اعلانوں سے اپنی زبانیں خشک کرتی رہتی ہے۔

قائداعظم علیہ رحمت سے لے کر شہید ملت نواب زادہ لیاقت علی خان تک کی یہ تمنا تھی۔ کہ پاکستان ایک ایسی اسلامی مملکت بن جائے جس کے فرمانرواؤں کی زندگی میں خلفائے راشدین کی زندگی کی جھلک پورے آب و تاب کے ساتھ موجود ہو اور جس کے مسلمان شہری اس ریگ زار عرب کے مسلمانوں کا نمونہ بن جائیں۔ جنہوں نے آج سے تقریباً چودہ سو سال پہلے اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر ساری دنیا میں امن و چین، شرافت و نیکی، وسعت نظر اور انسانیت و شرافت کی نعمتیں بکھیر دی تھیں۔

قائداعظم یا نواب زادہ کی زندگی تک تو یہ تمنا پوری نہیں ہوئی اور ان دونوں اکابرین کے بعد اگر کچھ ہوا تو پاکستان میں یہ ہوا کہ پاکستانی حکمرانوں کے ایک طبقے اور پاکستانی مسلمانوں کی قابل ذکر تعداد نے ان عربوں کی نقل اتارنی شروع کر دی۔ جو اسلام سے پہلے دل آزاری تنگ نظری اور خون خرابے کو اپنے قبیلوں کا وقار بنائے ہوئے تھے۔ اور عقائد کے نام پر لٹ مرنا دوسروں کے عقائد کو مسترد کرنا، انسان کی فکر و نظر کی آزادی پر پہرے بٹھانا جن کا شعار ہو چکا تھا۔

پاکستان ایک اسلامی طرز کی جمہوریت کے قیام کے لئے بے تاب ہے۔ اور ایک ایسی جمہوریت کی نمائندگی کا دعویدار ہے جس میں ہر فرد کو مساوات ہر خیال کو آزادی اور ہر عقیدہ کو بے خطر ماحول میں پروان چڑھنے کا موقع حاصل رہے۔

کیسی لاہور سے لے کر کراچی تک کے حادثے کیا اس دعوے کی تکذیب نہیں کرتے۔ کیا ثابت نہیں کر رہے ہیں۔ کہ ہنگامہ آرائی کے ماہرین اسلام سے دور اور بہت دور ہو چکے ہیں۔ اور ایسی حرکتیں ان سے سرزد ہو رہی ہیں جو خود اسلام کی روح کو مضطرب کئے بغیر نہیں رہ سکتیں۔

احمدی ہو یا مہدوی۔ شیعہ ہو یا سنی، حنفی ہو یا حنبلی ہر ایک کو اس کی آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنے انداز میں سوچے اور اپنی پسند کو دوسروں کی پسند پر ترجیح دے۔

اگر کچھ لوگ مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں تو یہ اُن کا حق ہے، یہ ان کی صوابدید ہے۔ اور یہ ان کا اپنا اعتقاد ہے۔ پاکستان کے وہ علمائے دین اور وہ متقیان شرع متین جو احمدی و غیر احمدی کے عنوان پر قتل و غارتگری کو ہوا دے رہے ہیں ہمیں جواب دیں کہ دوسروں کے عقائد میں مداخلت کرنا۔ دوسروں کی صوابدید پر پہرے بٹھانا اور دوسروں کے انداز فکر کو منافی کرنا یہ کہاں کی اسلامی ہے۔ یہ اسلام کا کون سا اصول ہے اور یہ رسول کریم کی کس تعلیم کی تعمیل میں ہو رہا ہے؟

ہمیں معلوم ہے نبی کریم نے دل آزاری کی سختی کے ساتھ مخالفت کی ہے۔ اور دوسروں کے عقائد کی تضحیک سے شدت کے ساتھ روکا ہے۔ اس انداز کریمی و نیک نفسی کے خلاف جانے والے غور کریں کہ وہ خود کہاں تک سچے مسلمان اور نبی کریم کے حقیقی پیرو اور شیدائی ہیں۔

اعتقاد کا معاملہ دنیاوی نہیں دینی اور صد فی صد دینی معاملہ ہے۔ اور اس معاملے میں حق و ناحق کا فیصلہ کرنے کی جسارت انسان نہیں کر سکتا۔ یہ صرف خدائے قدوس ہی کرے گا۔ اگر کوئی غلط راستے پر چل رہا ہے۔ اور غلط روی پر مصر ہے۔ تو وہ خدا کے حضور میں خود جواب دہ ہے۔ نبی کریم نے بھی کبھی کسی کے ساتھ سختی نہیں کی۔ اور نہ ہی اسلام کی طرف گم کردہ راہوں کو بلایا ہے۔ اور جب خود بانیٔ اسلام نے جبر و اکراہ سے کام نہیں لیا۔ تو اسلام کے نام لیواؤں کو تشدد اور زبردستی کا پروانہ کس طرح دیا جا سکتا ہے۔

ہمیں حیرت تو اس بات پر ہے کہ "احمدی و غیر احمدی" کے اس فتنہ کو ہوا دینے والوں میں ان علمائے دین کے نام بھی نظر آ رہے ہیں جو "اسلام کی حقیقی اسپرٹ" پیدا کرنے کے لئے تحریکیں چلا رہے ہیں۔ جو "طاغوتی نظام معاشرت" کے خلاف جنگ کے بہت بڑے رہنما مانے جاتے ہیں۔ اور جو ہر چیز کو "اسلام" اور "قرآن" کی روشنی میں رکھنے کی کوششیں کرتے ہیں۔ اور جو اپنے "مخصوص گروہ" کے ساتھ اس امر کی دھواں دھار کوشش کر رہے ہیں کہ پاکستان کا دستور اسلامی دستور ہو۔ اور قرآن اور فرمودات محمدی کی روشنی میں اس کی ترتیب عمل میں آئے۔

ہمیں حیرت اس سے ہو رہی ہے کہ یہ سب ہنگامہ آرائی قطعی اسلامی اسپرٹ کے خلاف ہے۔ اور فرمودات محمدی کا سایہ تک اس پر نہیں پڑ سکتا۔!

ان حالات کی موجودگی میں کیا ہمارا یہ خیال ٹھیک نہیں ہے کہ یہ ساری فتنہ سامانی ہوس اقتدار کی آسودگی کے لئے ہو رہی ہے ـــ شخصی منافرت اور کشمکش برتری نے اس فتنہ کو اپنا سہارا بنا لیا ہے ـــ؟

اس امر کے امکانات بھی موجود ہیں کہ پاکستان کے دشمن پاکستان سے اپنی استحصالی آرزوؤں کو وابستہ رکھنے والوں نے چند ملاؤں کو اپنا آلۂ کار بنا کر، اور چند حکمرانوں کو مقامات بلند کے جھانسے دے کر پاکستان کے نظم و ضبط کو درہم برہم کرنے کے لئے یہ کھیل شروع کر رکھا ہے۔

چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو پاکستان کے ہوشمند شہریوں، فرض شناس حکمرانوں، اور خود آگاہ و مخلص رہنماؤں کا یہ فرض ہے کہ وہ اس فتنہ کی پر زور مذمت کریں۔ اور اس غیر اسلامی ہنگامہ آرائی کو سختی کے ساتھ کچلنے اور دبانے کی کوشش کریں۔ اور آتاترک کی طرح اور ان ملاؤں کو عبرتناک سزائیں دیں۔ جو اس شر و فتن کے خالق ہیں۔ اور اسلام کے نام پر اسلام کی روح کو مسخ کر رہے ہیں۔

پاکستان میں مذہب

اخبار البلاغ کے پروپرائٹر عبد القادر حمزہ کا مقالہ

قاہرہ ۲۳ مارچ۔ اخبار البلاغ کے پروپرائٹر عبدالقادر حمزہ پچھلے دنوں مصری اخبار نویسوں کے وفد کے رکن کی حیثیت سے پاکستان گئے تھے آپ نے اپنے اخبار کے صفحہ اول پر ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں واضح کیا گیا ہے کہ پاکستان میں مذہب کے نام سے ناجائز فائدہ اٹھایا جا رہا ہے۔ علماء اور دوسرے لوگ عوام کے کورانہ عقائد سے بھی استفادہ حاصل کرتے ہیں۔ آجکل پاکستان اسی لعنت میں مبتلا ہے جس میں مصر مبتلا رہ چکا ہے۔ بعض کچھ لوگ (علماء) سیاسی اقتدار بڑھانے کے لئے مذہب سے بھی فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور ایسے معاملات (سیاسیات) میں دخل دینے کی کوشش کر رہے ہیں جو ان سے تعلق نہیں رکھتے۔ محض اس دعویٰ کی بناء پر کہ ہم علماء ہیں۔ دوسرے لوگ بھی عوام کے مذہبی احساسات سے بیجا فائدہ اٹھانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ ان لوگوں پر دوسرے ممالک کے مسلمانوں کی نسبت مذہب کا اثر زیادہ غالب ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستانی مسلمان قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس کی بعض سورتوں کو ازبر کر لیتا ہے۔ لیکن وہ نہ قرآن کے معانی و مطالب کو سمجھتا ہے اور نہ اسلام کے متعلق کسی دوسری کتاب کو نہ عربی زبان جانتا ہے اسلئے خواندہ ہونے کے باوجود ناخواندہ ہوتا ہے اسلئے یہ کہنا صحیح ہے کہ عام پاکستانی محض مذہبی طور پر مسلمان ہیں اور ان سے مذہب کے نام پر یا اسکے متعلق جو کچھ کہہ دیا جاتا ہے اس پر یقین کر لیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے دورے میں جو فرقہ دارانہ گروہ دیکھے ان کا بڑا سبب یہی تھا کہ مسلمان اسلام کی صحیح اسپرٹ سے ناآشنا ہیں۔ میرا مقصد نہ احمدیوں کی صفائی پیش کرنا ہے اور نہ انکے مخالفوں پر نکتہ چینی کرنا۔ اگر ایسی صورت میں کہ اختلافی بحث، بلوے اور آتشزنی کی شکل اختیار کرلے اور بیگناہ لوگوں کو گویا کانٹے بنایا جانے لگے تو افسوس ہوتا ہے۔ اگر پاکستانی مسلمان زیادہ (۲)

(۲) ہو جائیں اور تعلیم یافتہ افراد کی تعداد بڑھ جائے تو ایسے قابل اعتراض اعمال کا رونما ہونا ناممکن ہو جائے گا۔ ضرورت ہے کہ جہاں جدید علوم و فنون حاصل کئے جائیں وہاں قرآن کے معنی و مفہوم سے قریب تر ہونے کی کوشش کی جائے۔ (اخبار مدینہ بجنور ۲۸/۳/۵۳)

تاریخ احمدیت

(قسط ۴)

از عبد العظیم صاحب درویش قادیان

پیشتر ازیں قبل ازیں تین ابتدائی پرچوں (نمبر ۲ و ۳ و ۷) میں مندرجہ عنوان کے ماتحت یہ مضمون شائع ہو چکا ہے۔ اس کے بعد اسی سلسلہ میں باقاعدگی اختیار کرنے کے لئے کچھ انتظام کرنا پڑا۔ جس کی وجہ سے یہ سلسلہ عارضی طور پر جاری نہ رکھا جا سکا۔ اب انشاء اللہ باقاعدہ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

آخری قسط جو اخبار بدر میں شائع ہوئی ہے اس میں غفران مآب حضرت مرزا فیض محمد صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے متعلق اس منشور کی پوزیشن کے متعلق بیان کیا جا رہا تھا۔ جو فرخ سیر شہنشاہ دہلی نے نہایت محبت آمیز الفاظ کے ساتھ غفران مآب کو عطا کی تھی۔ اس منشور میں تین باتیں خاص طور پر توجہ طلب تھیں۔ (۱) لفظ عضد کی حقیقت (۲) خطاب عضد الدولہ کی حقیقت (۳) اور منصب ہفت ہزاری کی حقیقت۔ ان میں سے اول الذکر دو باتوں پر بیان ہو چکا ہے۔ اب ذیل میں تیسری بات یعنی ہفت ہزاری کی حقیقت بیان کی جاتی ہے۔

دربارِ اکبری میں اراکین سلطنت کے مناصب کی تقسیم اس طرح سے شروع ہوتی تھی۔ کہ ہشت ہزاری منصب ولیعہد اور شاہی خاندان کے لئے مخصوص تھا۔ اس کے بعد سب سے بڑا منصب ہفت ہزاری ہی ہوتا تھا۔ وزرائے سلطنت اور معزز اراکین دربار اسی منصب سے ممتاز ہوتے تھے۔ منصب شش ہزاری بھی امرا کو جانثاری کے بعد ملتا تھا جس وقت گولکنڈہ کے فرمانروا ابو الحسن تاناشاہ کی سرکوبی پر عالمگیر (اورنگ زیب) نے تمام افواج ہند کے سپہ سالار اعظم نواب غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کو دکن کی مہم سر کرنے کے لئے مامور فرمایا تو اُس کو شش ہزاری کا عہدہ دیا گیا تھا۔ جو ہفت ہزاری سے بہت کم درجہ پر تھا۔ ہزاری منصب کی نسبت شاہانِ مغلیہ کے عہد میں ایک ضرب المثل مشہور تھی۔ کہ "ہفت ہزاری شو و ہرچہ خواہی کن" یعنی ہفت ہزاری کا منصب ایسا عالی ہے کہ اگر تجھے حاصل ہو جائے تو تیرے کام میں دخل دینے والا کوئی نہ ہوگا۔ [illegible] سل ملت ہزاری کا منصب شاہانِ مغلیہ کے عہد میں بہت وقیع اور رفیع الشان سمجھا جاتا تھا۔

حضرت مرزا گل محمد صاحب

غفران مآب عضد الدولہ حضرت مرزا فیض محمد صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ایک ہی بیٹے حضرت مرزا گل محمد صاحب تھے۔ جو والدِ محترم کی وفات کے بعد جانشین ہوئے آپ بھی اپنے والد بزرگوار کی طرح شاہانِ مغلیہ کے دربار میں نہایت معزز و ممتاز رئیسوں میں شمار ہوتے تھے شاہانِ دلی کی طرف سے آپ کے نام کے چار مناشیر درج ذیل ہیں:-

منشور عہد محمد شاہ بادشاہِ ہندوستان

اخلاص و عقیدت دستگاہ میرزا گل محمد ستمال بودہ بدانند۔ دریں وقت سلالۃ النجبار فضیلت و کمالات پناہ حیات اللہ مفصل حقیقت شما حالی گردانید باید کہ در ہر باب خاطر جمع نمودہ در اماکنہ خودہا آباد و مطمئن باشند و ایچ نب را متوجہ احوال خود انگاشتہ چگونگی را ارسال دارند بکار ہائے خود بکمال خاطر جمعی مشغول و سرگرم باشند و ہر گاہ اکدے از عازمان متوجہ آن سرزمین خواہد شد. برمضمون تعلیقہ اطلاع یافتہ درباره آں اخلاص نشاں غور واقعی بعمل خواہد آورد تحریر فی التاریخ بست و چہارم شہر رجب ۱۱۶۱ھ

مہر

بالله محمود فی
گل فعالہ محمدؐ

ترجمہ اخلاص و عقیدت دستگاہ میرزا گل محمد (شاہی) دلجوئی یافتہ ہو کر معلوم کریں اس وقت برگزیدہ فخرتا نجبا فضیلت و کمالات پناہ حیات اللہ نے خود آپ کی بیان کردہ حقیقت کی تفصیل سے آگاہ کیا لازم ہے کہ ہر باب میں خاطر جمع ہو کر اپنی جگہ میں آباد اور مطمئن رہیں۔ اور اس جانب کو اپنے حالات کی جانب متوجہ سمجھ کر اپنے حالات کی کیفیت ارسال کرتے رہیں۔ اور اپنے کار متعلقہ میں پوری دلجمعی کے ساتھ مشغول اور سرگرم رہیں جب کوئی کارپرداز اس سرزمین کی طرف متوجہ ہوگا تو تعلیقہ رپورٹ کے مضمون پر اطلاع پا کر اس اخلاص نشان کے بارہ میں واقعی غور عمل میں لایا جائے گا۔

محررہ ۲۴ رجب ۱۱۶۱ سنہ ہجری

مہر چکور

منشور عہدِ شاہ عالم ثانی بادشاہ ہندوستان

نجابت و معالی پناہ میرزا گل محمد بتوجہات خاطر عالی مستمال بودہ بدانند کہ دریں وقت رایات عالی وزیر آباد را رشک فردوس و اردی بہشت نمودہ فضیلت و کمالات مآب سیادت و نجابت انتساب بٹالہ حسن اخلاق او را بعرض رسانید در ہر باب خاطر خود را جمعداشت نمود. در جایگاہ خودہا سکونت داشتہ باشد. کہ انشاء اللہ تعالےٰ درحین ورود مسکن فیروزی مامن غور و پرداخت احوال آنہا بواقعی خواہد شد در کمالِ اطمینان و دیانتداری دکلائے خود را روانہ درگاہ نمایند۔ ۱۲۱۱ سنہ ہجری

مہر کلاں جو دریدہ ہے

ترجمہ نجابت و معالی پناہ میرزا گل محمد خاں خاطر عالی کی توجہات سے دلجوئی یافتہ ہو کر معلوم کریں کہ اس وقت لشکر شاہی نے وزیر آباد کو فردوس اور اردی بہشت رشک بنایا ہے۔ فضیلت و کمالات مآب بٹالہ کے رہنے والے نے آپ کا حسن اخلاق عرض کیا ہے ہر باب میں خاطر جمع ہو کر اپنے گھر بار میں سکونت رکھیں انشاء اللہ جس وقت مسکن فیروزی مامن میں ورود ہوگا اس وقت آپ کے حالات کی واقعی غور و پرداخت کی جائے گی۔ کمال اطمینان کے ساتھ اپنے وکلاء درگاہ میں روانہ کریں۔

۱۲۱۱ سنہ ہجری [مہر]

(۳)

منشور عہد شاہ عالم ثانی بادشاہ ہندوستان

عالیجاہ رفیع جایگاہ اخلاص و عقیدت دستگاہ گل محمد خاں بسلامت باشد بعدہٗ آنکہ دریں وقت بخصوص چگونگی احوالات و روئیداد و اخلاص و خدمت گذاری خود وغیرہ مواد کہ قلمی و ارسالی داشتہ بود رسید حقائق آں واضح و حالی گردید۔ عریضہ مرسلہ ترقی خواہ راہ در نظر بہادران حضور فیض گنجور ملاقاتی گذرانیدہ شد و در جواب رقم قدر توام مالک مطاع اشرف بسرافرازی آں عالیجاہ شرف اصدار یافتہ کہ بزیارت آں مشرف دادبعمل خواہد آورد در ہر باب خاطر جمعداشتہ و مستعد فرائض دیوانی بودہ نویساں حالات باشد۔

مہر بعنوی جو بعبث ملاحم ہے — بتاریخ جمادی الثانی ۱۲۱۳ سنہ ہجری

ترجمہ - عالیجاہ بلند مرتبہ اخلاص و عقیدت کے دستگاہ رکھنے والے گل محمد خاں سلامت رہو. بعدہٗ وہ عریضہ کہ آپ نے اپنی چگونی حالات روئیداد و اخلاص و خدمتگذاری وغیرہ مواد کے خصوص میں لکھا تھا۔ اس کی حقیقت واضح ہوئی۔ اس عالیجاہ کا عریضہ حضور فیض گنجور کے بہادروں کے سامنے پیش ہو گیا۔ اس کے جواب میں اس عالیجاہ کی سرفرازی کی نسبت رقم قدر توام مالک و مطاع اشرف کا حکم صادر ہوا ہے۔ مشرف دار یعنی ناظرِ اعلیٰ اس کو عمل میں لائے گا۔ دیوانی فرائض کے مستعد ہو کر اپنے حالات لکھتے رہیں:۔

محررہ ماہ جمادی الثانی ۱۲۱۳ سنہ ہجری

(مہر بعنوی)

(۴)

منشور عہد عالمگیر ثانی بادشاہ ہندوستان

عمدۃ الاماثل والاقران گل محمد خاں بدانند عریضہ کہ دریں وقت بخصوص احوالات و روئیداد خود قلمی و ارسال داشتہ بود رسید چگونگی آں واضح شد باید کہ خاطر خود را ہر باب جمعداشت و مطمئن خاطر بودہ مشغول امورات بود و احوالات کہ باشد ہمہ روزہ بعرض رسانند.

(مہر بعنوی جو بعد معم ہے) بتاریخ شہر رجب ۱۲۱۶ سنہ ہجری

ترجمہ برگزیدہ اکابر معاصر گل محمد خاں معلوم کریں کہ اس وقت آپ کے عریضہ سے جس میں خصوصیت کے ساتھ آپ نے اپنی روئیداد اور حالات تمسمبند کر کے بھیجا ہے۔ تمام کیفیت واضح ہوئی۔ چاہیئے کہ آپ ہر بات میں مطمئن اور خاطر جمع ہو کر اپنے متعلقہ امور میں مشغول رہیں اور اپنے روزمرہ کے حالات لکھتے رہیں۔

محررہ ماہ رجب ۱۲۱۶ سنہ ہجری (مہر)

ان مناشیر کی وقعت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ مناشیر خطاب و منصب دینے والے ذی شان شہنشاہ تھے. فرخ سیر شہنشاہ ہندوستان تھا۔ اُس کے بیٹے محمد شاہ کے بعد سلاطین مغلیہ شاہ عالم ثانی اور اکبر شاہ ثانی کی بطور شہنشاہان ہند کے پوزیشن بلند اور اختیارات وسیع نہ تھے۔

ان مناشیر میں ایک اور بات بھی قابل توجہ ہے کہ غفران مآب حضرت مرزا فیض محمد صاحب اور مغفرت نصاب حضرت مرزا گل محمد صاحب نے اپنی طرف سے اظہار دوستی اور جانکیشی کے عرائض بھیج کر اس کے معاوضہ میں کسی منصب جاگیر یا خطاب کی قطعاً استدعا نہیں کی کیونکہ ان مناشیر میں شاہان دہلی نے کہیں نہیں لکھا کہ آپ کے طلب کرنے یا آپ کی استدعا پر یہ

(بقیہ صفحہ ۱۱ کالم ۳ پر ملاحظہ کیجئے)

اخبار سیاست کے سلسلہ مضامین پر ایک نظر

(قسط ۲)

اخبار بدر کی گذشتہ اشاعت میں ہم نے مولوی محمد حبیب صاحب بارہ بنکوی کے مضمون کی پہلی قسط پر تبصرہ کیا تھا۔ اب ذیل میں دوسری قسط کے متعلق کچھ عرض ہے۔ اس قسط میں شروع سے آخر تک معقولیت کو چھوڑ کر نامناسب الفاظ کی بھرمار ہے۔ کوئی ٹھوس اور وزنی اعتراض اس میں نہیں پایا جاتا۔ تعجب کا مقام تو یہ ہے۔ کہ ایسے لوگ جو خود تعلیم کے اعلےٰ مقام اور اعلےٰ اخلاق سے معرّا ہیں۔ اُس ذات عالی مقام پر اپنی زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ جس کے سینکڑوں ہزاروں خدام دنیا کے گوشہ گوشہ میں دین متین کا حیات آفرین پیغام پھیلا رہے ہیں۔ اور لاکھوں نفوس اُس کی پاک تعلیم سے اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کر چکے ہیں۔

تنقید کے لئے حدود

ایک طرف مولانا کے اس مضمون کا مطالعہ کریں اور دوسری طرف اس مضمون کی حسب ذیل سطور پر غور کریں:۔

"الحمد للہ اسلام میں بڑی وسعت ہے تنگی نہیں مگر نہ اتنی کہ حد بندی نہ ہو۔ قاعدہ اور بے قاعدہ جس طرح چاہو گھس پڑو۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں تلک حدود اللہ لا تعتدوھا"۔

بیشک ہر شخص کو دوسرے کے خیالات پر تنقید کا حق پہنچتا ہے۔ لیکن اس کے لئے بھی بعض حدود کے اندر رہنا ضروری ہے۔ تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا۔ افسوس یہ حضرات کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ۔ مگر یہ کیا کہ ایک طرف حامل دین متین ہونے کا دعویٰ اور دوسری طرف اس قدر تنگ نظری کہ مخالف کی بات بھی نہ سن سکیں اور بار بار سوقیانہ لہجہ میں "چپ رہو" "چپ رہو"۔ "خیریت چپ رہنے میں ہی ہے" کے الفاظ استعمال کریں۔ اور اگر اس فقرہ کے دوسرے حصہ میں ایک نئے دال صداقت بیان کی گئی ہے۔ تو "کلمۃ حق ارید بہ الباطل" مولانا کا انداز بیان اس صداقت کا خون کر رہا ہے۔ کاش وہ خود اس پر عمل کرتے اور اپنا نامہ اعمال صاف رکھتے!!

بہرحال ہم ان کی حالت سے ایسے ناامید نہیں جس کا انہوں نے ہمارے متعلق اظہار فرمایا۔ اور فتویٰ دے دیا کہ "طبع اللہ علی قلوبکم فلا تؤمنون"۔ ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اگر وہ کسی وقت تحمل بالطبع ہو کر اسلام کے ماضی۔ حال اور مستقبل پر نظر کریں گے تو اپنی ایسی حالت پر ضرور چند آنسو بہائیں گے کہ خود تو کوئی قابل ذکر خدمت دین بجا نہ لا سکے اور جو جماعت اس کا حق ادا کرنے میں مصروف ہے۔ اس کی عیب شماری میں اپنی تمام قوت صرف کر رہے ہیں۔

اصل عبارت سے موازنہ

اس قسط میں مضمون نگار نے سب سے پہلے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹ کی عبارت کو غلط طور پر پیش کر کے غیر معقول نتیجہ نکالا ہے۔ قارئین کرام کو صحیح نتیجہ تک پہنچنے کے لئے ذیل میں اصل حوالہ درج کیا جاتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"اور پھر ایک نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ یہ ان کا سراسر افترا ہے۔ بلکہ جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن شریف کی رو سے منع معلوم ہوتا ہے۔ ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں۔ اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں۔ بات یہ ہے جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے۔ کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے۔ لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے

اب واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جو عیسٰی اور ابن مریم کہلائے گا۔ اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔ یعنی اس کثرت سے مکالمہ مخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا۔ اور اس کثرت سے امور غیبیہ اُس پر ظاہر ہوں گے۔ کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ فلا یظھر علیٰ غیبہ احدًا الا من ارتضیٰ من رسول۔ یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو۔ اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالےٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے۔ اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اُس کی گردن پر ہے"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱، ۳۹۰)

اس حوالہ کو از راہ حق پوشی اور مغالطہ دہی مولوی صاحب نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"اور حقیقۃ الوحی مطبوعہ میگزین صفحہ ۳۹۰ میں ہے۔ احادیث نبویہ میں ہے یہ پیشگوئی کی گئی ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جو عیسےٰ اور ابن مریم کہلائے گا۔ اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔

نوٹ:۔ کہیں نہیں ہے قرآن میں نہ حدیث میں۔ اور ہرگز نہیں ہے محض جھوٹ ہے اور قرآن و حدیث پر افترا ہے۔ جو کچھ مرزا جی کہہ رہے ہیں۔ اس لئے کہ چور کی داڑھی میں تنکا"۔

اقول۔ جناب مولوی صاحب کی محولہ بالا عبارت کا اصل حوالہ سے مقابلہ کرنے پر حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

احادیث سے ثبوت

اصل حوالہ میں بیان شدہ ایسی محکم صداقت ہے جس پر کتب احادیث شاہد ناطق ہیں۔ اور اسلامی لٹریچر سے معمولی واقفیت رکھنے والے سے یہ امر پوشیدہ نہیں۔ چونکہ مضمون نگار نے سراسر حق پوشی سے کام لیا ہے۔ اور ایک واضح بات کا انکار کیا ہے۔ اس لئے اس کے جھوٹ اور افترا کو طشت از بام کرنے کے لئے احادیث نبویہ کے اصل حوالہ جات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

۱۔ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم (بخاری مصری جلد ۲ صفحہ ۱۶۹)

یعنی تمہاری کیا حالت ہوگی۔ جب تم میں ابن مریم نازل ہوگا۔ اور وہ تمہارا امام ہوگا جو تمہیں میں سے ہوگا۔

اس حدیث میں دو باتیں قابل غور ہیں۔ اول نازل ہونا۔ دوم۔ ابن مریم۔ لفظ نزول کے متعلق تو ہمیں قرآن مجید سے یہ پتہ ملتا ہے۔ کہ جو شخص خدا کے حکم سے مخلوق کی راہنمائی کے لئے کھڑا ہو اُس کے لئے نزول کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ جیسے

قد انزل اللہ الیکم ذکرًا رسولًا یتلوا علیکم ایٰتنا"۔ (سورۃ الطلاق ع ۲)

اس آیت میں ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لفظ نزول استعمال ہوا ہے۔ حالانکہ آپ آسمان سے نہیں اُترے تھے بلکہ خدا کے حکم سے مبعوث ہوئے تھے۔ پس یہی مفہوم اس حدیث میں بھی ہے۔ کہ وہ خدا کے حکم سے مبعوث ہوں گے۔

دوسرا لفظ ابن مریم ہے۔ اس میں حرف تشبیہ حذف کیا جا کر کمال تشبیہ کو ظاہر کیا گیا ہے۔ جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ آنے والا گو ابن مریم کی طرح ہوگا مگر اس سے انتہائی مشابہت کی وجہ سے گویا یکجان دو قالب ہوگا۔ اس کی مزید تشریح امامکم منکم سے فرمائی یعنی ابن مریم کے لفظ سے دھوکا کھا کر مسیح اسرائیلی اُسے نہ سمجھ لینا۔ بلکہ وہ تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا۔ یعنی امت محمدیہ کا فرد ہوگا۔ چنانچہ اس شبہ کے ازالہ کے لئے حضرت امام بخاری نے اپنی صحیح میں دوسری جگہ آنے والے مسیح اور مسیح ناصری کا الگ الگ حلیہ بیان کیا ہے۔ یعنی مسیح محمدی کو گندم گوں سیدھے بالوں والا اور مسیح ناصری کو سرخ رنگ گھونگر والے بالوں والا بیان کیا گیا ہے۔

اسی طرح اس حدیث میں انتم اور منکم کے الفاظ قابل غور ہیں جن میں صحابہ کو خطاب ہے جس سے مراد دوسرے مسلمان ہیں جو صحابہ کے مثیل ہوں گے۔

۲۔ ایک اور حدیث میں اس طرح الفاظ آتے ہیں۔

کیف تھلک امۃ انا اولھا و عیسی بن مریم آخرھا۔

(ابن ماجہ و کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۳)

۳۔ یوشک من عاش منکم ان یلقیٰ عیسی ابن مریم امامًا مھدیًا و حکمًا عدلًا (مسند امام احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱۱)

۴۔ علاوہ ازیں حدیث صحیح مسلم میں نواس ابن سمعان کی روایت میں آنے والے کو تین دفعہ نبی اللہ کہہ کر پکارا گیا ہے۔

افسوس ان واضح احادیث نبویہ کی موجودگی

میں محض انکار سے کیوں کام لیا جاتا ہے۔

ہمیں اپنے مخالفین پر ہمیشہ ہی تعجب آتا ہے کہ ایک طرف تو وہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دم بھرتے ہیں۔ مگر دوسری طرف ایسے عقائد کا اظہار کرتے ہیں۔ جو سراسر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنیوالے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم کی متعدد آیات اور احادیث نبویہ و اقوال بزرگان سے یہ امر بپایہ ثبوت پہنچ چکا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ اور کوئی شخص بھی مر کر اس دنیا میں واپس نہیں آیا کرتا۔ ان حالات میں نزول مسیح و مہدی کی احادیث اسلام میں ایسی زندگی کی روح قائم رکھتی ہیں جس سے دوسری اقوام محروم ہیں۔ لیکن افسوس کہ اسلام کا دم بھرنے والے سراسر ظلم و تعدی کی راہ سے یہ کہتے ہیں کہ فساد امت محمدیہ کے وقت بنی اسرائیلی نبی کو بلایا جائے اور حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کو نعوذ باللہ ناقص قرار دیا جائے۔

اس موقعہ پر جماعت احمدیہ کا کیا ہی سیدھا سادھا عقیدہ جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی شان و شوکت کو چار چاند لگتے ہیں۔ کہ آپ ہی کی امت میں سے اور آپ ہی کی روحانی فیض رسانی سے امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے ایک شخص پیدا ہو جس کی بعثت حقہ پر احادیث مندرجہ بالا گواہ ہیں۔

پس اس کے باوجود بھی اگر انکار کیا جائے تو سوائے افسوس کے اور کیا ہو سکتا ہے۔

حضرت مرزا صاحب کا حج نہ کرنا

قولہ۔ "دنیاداری کا یہ عالم ہے کہ پندرہ روپیہ ماہوار سے حیثیت ڈیڑھ لاکھ تک پہنچ گئی۔ اور خوب دنیا خوب کمائی۔ مگر اللہ تعالےٰ نے حج اور عمرہ جیسی عبادتوں کی توفیق نہ دی"۔

اقول:۔ اس الزام کا جواب تو قسط اول میں گزر چکا ہے۔ البتہ حضرت مرزا صاحبؑ کے حج نہ کرنے کے بارہ میں واضح ہو کہ قرآن پاک میں حج کے متعلق حسب ذیل ارشاد خداوندی ہے:۔

وَلِلّٰہِ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً۔ (آل عمران ع ۱۰)

"یعنی بیت اللہ شریف تک پہنچنے کی طاقت پانے پر خدا کی خاطر تمام لوگوں پر حج فرض ہے"۔ احادیث نبویہ میں جہاں فریضہ حج کا ذکر ہے وہاں اس قید من استطاع الیہ سبیلا کا ضرور ذکر کیا ہے۔ خواہ وہ ذکر ملفوظ ہو یا ملفوظ۔

افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے معترضین ہمیشہ حج کے لئے زاد راہ کی بہم رسانی کو سامنے رکھتے ہیں مگر آیت کے اطلاق کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حج کے لئے زاد راہ کی اشد ضرورت ہے۔ لیکن اس کے ساتھ دیگر شرائط بھی لازمی ہیں۔ مثلاً:۔

رستہ[1] میں امن ہو۔ صحت[2] اچھی ہو۔ بوڑھے[3] والدین نہ ہوں جن کی خدمت اس پر فرض ہو یا چھوٹی اولاد نہ ہو جس کی تربیت اس پر فرض ہو۔

اب دیکھو حضرت مرزا صاحب میں تینوں شرائط نہ پائی جاتی تھیں۔ چنانچہ آپ لاہور گئے۔ رستہ میں قتل کرنے کے لئے لوگ بیٹھ گئے۔ سیالکوٹ کا سفر کیا مخالفین نے اینٹیں ماریں۔ دہلی تشریف لے گئے وہاں آپ پر حملہ کیا گیا۔ اور مکہ معظمہ اور عرب کے دوسرے علماء سے آپ کے کافر اور واجب القتل ہونے کے فتوے حاصل کئے گئے۔

اب آپ خود ہی بتائیں کہ حضرت مرزا صاحب حج کرتے تو کس طرح؟ جبکہ آپ کے بھائی بندوں نے آپ کا رستہ روک رکھا تھا۔

اور اس وقت حضرت مرزا صاحب کی حالت تو بعینہٖ اپنے مطاع حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ جن کو مکہ سے ہجرت کئے نو سال ہو گئے۔ لیکن باوجود مکہ کی بستی آپ کو انتہائی طور پر پیاری ہونے اور بیت اللہ شریف کے بہت عزیز ہونے کے پھر بھی کفار قریش آپ کی مکہ میں تشریف آوری اور حج بیت اللہ شریف میں روک بنے رہے۔

تعجب کا مقام ہے کہ ایک طرف تو رستے کا امن برباد کرتے ہیں۔ اور واجب القتل ہونے کا فتوے صادر کر دیتے ہیں حتیٰ کہ مکہ سے یہ فتوے منگواتے ہیں اور اسی منہ سے اعتراض کرتے ہیں۔ کہ جی مرزا صاحب نے حج نہیں کیا۔ ؎

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ‌ای
باز می گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

تصویر کشی

آگے چلئے ارشاد ہوتا ہے:۔

قولہ۔ "شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ذی روح کی تصویر کشی فعل حرام ہے گناہ کبیرہ ہے۔ یہ قادیانی ہمیشہ اپنی تصویر کھنچواتے اور شائع کرتے رہے"۔

اقول۔ یہی چیز تو آپ لوگوں کی اسلامی لٹریچر اور اصلی روح اسلامی سے ناواقفی کو ظاہر کرتی ہے اور اسی وجہ سے آج غیر مسلموں کے سامنے اسلام محل اعتراض بنا ہوا ہے۔ کاش زمانہ کی حالت کو دیکھ کر غیر مسلموں کے اعتراض کو سن کر آپ نے اصل روح تعلیم اسلامی پر غور کیا ہوتا۔ بہرحال اس ضمن میں ہم حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اپنی تحریر سے اسی قسم کے ایک سوال کا جواب نقل کرتے ہیں۔ جو مذکورۃ الصدر اعتراض کا بھی جامع مانع جواب ہے۔ حضور فرماتے ہیں:

"اقول:۔ میں اس بات کا سخت مخالف ہوں کہ کوئی میری تصویر کھینچے اور اس کو بُت پرستوں کی طرح اپنے پاس رکھے یا شائع کرے۔ میں نے ہرگز ایسا حکم نہیں دیا کہ کوئی ایسا کرے اور مجھ سے زیادہ بُت پرستی اور تصویر پرستی کا کوئی دشمن نہیں ہوگا۔

لیکن میں نے دیکھا ہے کہ آج کل یورپ کے لوگ جس شخص کی تالیف کو دیکھنا چاہیں اول خواہشمند ہوتے ہیں۔ جو اس کی تصویر دیکھیں۔ کیونکہ یورپ کے ملک میں فراست کے علم کو بہت ترقی ہے۔ اور اکثر ان کی محض تصویر کو دیکھ کر شناخت کر سکتے ہیں کہ ایسا مدعی صادق ہے یا کاذب۔ اور وہ لوگ بباعث ہزارہا کوس کے فاصلہ کے مجھ تک پہنچ نہیں سکتے۔ اور نہ میرا چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔ لہٰذا اس ملک کے اہل فراست بذریعہ تصویر میرے اندرونی حالات میں غور کرتے ہیں۔ کئی ایسے لوگ ہیں جو انہوں نے یورپ یا امریکہ سے میری طرف چٹھیاں لکھی ہیں۔ اور اپنی چٹھیوں میں تحریر کیا ہے۔ کہ ہم نے آپ کی تصویر کو دیکھا اور علم فراست کے ذریعہ سے ہمیں ماننا پڑا کہ جس کی یہ تصویر ہے وہ کاذب نہیں ہے۔ اور ایک امریکہ کی عورت نے میری تصویر کو دیکھ کر کہا کہ یہ یسوع یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر ہے پس اس غرض سے اور اسی حد تک میں نے اس طریق کے جاری ہونے میں مصلحتاً خاموشی اختیار کی۔ انما الاعمال بالنیات۔

اور میرا مذہب یہ نہیں ہے کہ تصویر کی حرمت قطعی ہے۔ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ فرقہ جن حضرت سلیمان کے لئے تصویریں بناتے تھے۔ اور بنی اسرائیل کے پاس مدت تک انبیاء کی تصویریں رہیں جنمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تصویر تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ کی تصویر ایک پارچہ ریشمی پر جبرائیل علیہ السلام نے دکھلائی تھی۔ اور پانی میں بعض پتھروں پر جانوروں کی تصویریں قدرتی طور پر چھپ جاتی ہیں۔ اور یہ آلہ جس کے ذریعے اب تصویر لی جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایجاد نہیں ہوا تھا۔

اور یہ نہایت ضروری آلہ ہے جس کے ذریعہ سے بعض امراض کی تشخیص ہو سکتی ہے۔ ایک اور آلہ تصویر کا نکلا ہے جس کے ذریعے سے انسان کی تمام ہڈیوں کی تصویر کھینچی جاتی ہے۔ اور وجع المفاصل و نقرس وغیرہ امراض کی تشخیص کے لئے اس آلہ کے ذریعہ سے تصویر کھینچتے ہیں۔ اور مرض کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔

ایسا ہی فوٹو کے ذریعہ سے بہت سے علمی فوائد ظہور میں آتے ہیں۔ چنانچہ بعض انگریزوں نے فوٹو کے ذریعہ سے دنیا کے کل جانداروں یہاں تک کہ طرح طرح کی ٹڈیوں کی تصویریں اور ہر ایک قسم کے پرند اور چرند کی تصویریں اپنی کتابوں میں چھاپ دی ہیں۔ جس سے علمی ترقی ہوئی ہے۔ پس کیا گمان ہو سکتا ہے کہ وہ خدا جو علم کی ترغیب دیتا ہے وہ ایسے آلہ کا استعمال کرنا حرام قرار دے جس کے ذریعہ سے بڑے بڑے مشکل امراض کی تشخیص ہوتی ہے۔ اور اہل فراست کے لئے ہدایت پانے کا ایک ذریعہ ہو جاتا ہے۔ یہ تمام جہالتیں ہیں جو پھیل گئی ہیں۔ ہمارے ملک کے مولوی شاہی سکہ کے روپیہ اور دونیاں اور چونیاں اور اٹھنیاں جیبوں اور گھروں میں سے کیوں باہر نہیں پھینکتے۔ کیا ان سکوں پر تصویریں نہیں۔ افسوس یہ لوگ ناحق خلاف معقول باتیں کر کے مخالفوں کو اسلام پر ہنسی کا موقع دیتے ہیں اسلام نے تمام لغو کام اور ایسے کام جو شرک کے موید ہیں حرام کئے ہیں نہ ایسے کام جو انسانی علم کو ترقی دیتے اور امراض کی شناخت کا ذریعہ ٹھہرتے اور اہل فراست کو ہدایت سے قریب کر دیتے ہیں۔ لیکن بایں ہمہ میں ہرگز پسند نہیں کرتا کہ میری جماعت کے لوگ بغیر ایسی ضرورت کے جو کہ مضطر کرتی ہے میرے فوٹو کو عام طور پر شائع کرنا اپنا کسب اور پیشہ بنالیں۔ کیونکہ اس طرح رفتہ رفتہ بدعات پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور شرک تک نوبت پہنچتی ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۰۵ء)

صورت استہزاء اور اس کا جواب

اسی طرح مضمون نگار نے حضرت امام جماعت احمدیہ کے اس پریس انٹرویو پر بڑے غم و غصہ کا اظہار کیا ہے جو گذشتہ دنوں اخبار بدر رسالہ اظہار حقیقت۔ اخبار الجمعیۃ اور اخبار سیاست جدید اور دیگر اخبارات میں شائع ہوا۔ اس کے ماتحت اپنے ناپسندیدہ خیالات کا اظہار جن "پاکیزہ" فقرات میں کیا ہے وہ در

دل کھول کر استہزاء سے کام لیا ہے۔ اس پر بے اختیار یہ آیت قرآنی سامنے آجاتی ہے

یا حسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون (یٰس ع ۲)

اور پھر ہماری طرف سے قرآنی آیت "اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما (فرقان ع ۶)

ہی بطور جواب ہے۔

یُدعیٰ الی الاسلام کی مثال

مضمون نگار کا یہ فقرہ خاص طور پر قابل غور ہے

قولہٗ۔" مرزا جی صرف ایک صورت ہے مرزا غلام احمد قادیانی کا ارتداد مان کر تائب ہو جاؤ۔ بذریعہ اخبارات مشتہر کرو مسلمان بھی مطمئن ہو جائیں اور ہم اور آپ (فاصبحنا بنعمتہٖ اخوانا) گلے لگ جائیں "

اقول۔ شکریہ! ہر زمانہ میں آپ جیسے حضرات نے ہر روحانی جماعت کے سامنے اس قسم کی پیش کش کی۔ لیکن جو جواب ان کی طرف سے دیا جاتا رہا وہی اس جگہ بھی یاد رکھیں۔ اگر آپ کو معلوم نہ ہو تو نویں پارہ کی پہلی دو آیات ملاحظہ فرمالیں۔

ماسوا اس کے مخصوص طور پر احمد رسول کے رنگ میں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کے وقت خدا کی پاک کلام میں اسی بات کو بطور پیشگوئی ذکر کیا گیا ہے کہ اُس زمانہ کے مولوی احمد رسول کے سامنے یہی پیش کش رکھیں گے کہ وہ اُن کے بگڑے ہوئے" اسلام" کی طرف رجوع کرے مگر وہ تو خود تجدید دین اور اصلاح امت کے لئے کھڑا کیا گیا ہوگا۔ ان کی بات کیسے مان سکتا ہے چنانچہ اگر آپ خالی بالطبع ہو کر سورت الصف کا مطالعہ کریں اور اُس کی پہلی آیت سے آخر تک بغور دیکھیں تو آپ کو سارا نقشہ سامنے نظر آجائے گا۔ کہ احمد رسول کو کس طرح اسلام کی طرف بلایا جا رہا ہے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اُولیٰ کے وقت کفار مکہ اسلام کی طرف آپ کو دعوت دیتے تھے یا شرک کیطرف؟

بلاشبہ آپ خود داعی الی الاسلام تھے نہ کہ مدعو الی الاسلام۔ مگر ضرور تھا کہ آپ کی بعثت ثانیہ جب آپ کی صفت احمد کا ظہور ہوتا آپ مدعو الی الاسلام ہوتے اور آخری زمانہ کے مولوی اپنے منہ کی پھونکوں سے اس نور الٰہی کے بجھانے کی پوری کوشش کرتے جیسا کہ آئے دن ہم اس کا مشاہدہ کر رہے ہیں

خاتم النبیین کے بعد باب نبوت کھلا ہے

پھر حضرت امام جماعت احمدیہ کے محولہ بالا انٹرویو میں پہلے سوال کے جواب پر برافروختہ ہو کر جناب مولوی صاحب فرماتے ہیں:۔

قولہٗ۔"سوال اول کے جواب میں ارشاد گرامی۔ ہم آنحضرت کو قرآن کریم کے بیان کے مطابق خاتم النبیین سمجھتے ہیں۔ قرآن کا بیان کہاں ہے کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی ہو سکے گا۔ قرآن کا بیان یا قرآن میں ہوتا ہے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان میں ہوتا ہے۔ نہ قادیان میں ہوتا ہے نہ زبان نادان میں ہوتا ہے"

اقول۔ قطع نظر اس کے جو سوقیانہ عبارت یہاں لکھی گئی ہے۔ ہم نہایت ادب سے گذارش کرتے ہیں۔ کہ جناب جس آیت میں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہا گیا ہے اُسی میں اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ آپ کے بعد نبی ہو سکے گا۔ کاش آپ ٹھنڈے دل سے سوچیں اور کلام پاک کو مہجور نہ چھوڑیں (اس کے لئے قسط اول میں احادیث سے بھی ثبوت دیا جا چکا ہے)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ آیت خاتم النبیین کی کیا ہی عمدہ تشریح ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:۔

" رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا راز ہمارے مخالفوں نے ہرگز نہیں سمجھا جس طرح یہ وہ ختم نبوت مانتے ہیں اس طرح وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ ابتر قرار دیتے ہیں۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اب اُبوّت جسمانی کی تو اللہ تعالے نے اس میں نفی کی ہے۔ اگر روحانی اُبوّت کا بھی سلسلہ جاری نہ ہوا تو کیا آپ آنحضرت کو ابتر مانو گے۔ ایسا ماننا تو کفر ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ اب اُبوّت روحانی کا سلسلہ جاری ہے۔ جیسا کہ لفظ لٰکن ظاہر کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آئندہ جو نبوت یا رسالت ہوگی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مُہر سے ہوگی۔ اب کوئی شخص الہام اور وحی اور روحانی فیوض سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع سے استفادہ نہ کرے آئندہ نبوت کا فیض آپ کے ذریعہ اور مہر سے ملیگا"

(الحکم ۲۴ر نومبر ۱۹۰۷ء)

پس اسلام کا سچا درد رکھنے والا قرآن کریم کی دل وجان سے عزت واحترام کرنیوالا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت للعالمین یقین کرنے والا ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس تشریح کے ساتھ حضرت سرور کائنات کا درجہ کس قدر بلند ہوتا ہے۔ اور جو ہمارے مخالفین کی بیان کردہ تشریح کو مان لیا جائے تو کس طرح کلمہ کفر لازم آتا ہے۔ فہل من مدکر۔

خاتم النبیین کے بارہ میں حضرت مرزا صاحب کا عقیدہ

قولہٗ"اس گذارش کے بعد آپ کے مرزا قادیانی کا یہ فتوے ہمیں تسلیم ہے کہ جو ختم نبوت کا عقیدہ نہ رکھتا ہو مسلمان نہیں۔ بے شک مسلمان نہیں وہ مرتد ہے۔ نتیجہ خود اخذ کرلو"

اقول:۔ معترض کی اصل غرض اس عبارت سے یہ ہے کہ گویا حضرت مرزا صاحب نے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کیا ہے۔ اس لئے جب آپ اس کے منکر ہیں تو گویا آپ نعوذ باللہ مسلمان نہیں بلکہ مرتد ہیں۔ مولانا نے اپنے قیاس کے صغریٰ کی جس امر پر بنیاد رکھی ہے۔ وہ سراسر ان کا افتراء اور من گھڑت ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے نہ ایک دو جگہ بلکہ صدہا مقامات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر ایمان و اعتقاد کا اظہار فرمایا ہے۔ مثلاً آپ نے فرمایا:

"میں عامۃ الناس پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے اللہ جل شانہٗ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں ہوں۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میرا عقیدہ ہے۔ اور ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالے کے پاک نام ہیں۔ اور جس قدر قرآن کریم کے حروف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالے کے نزدیک کمالات ہیں۔

کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کے برخلاف نہیں اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے۔ خود اسکی غلط فہمی ہے اور جو شخص اب بھی مجھے کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنیکے بعد اُس کو پوچھا جائے گا۔

میں اللہ جل شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا خدا اور رسول پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلّہ میں رکھا جائے اور میرا ایمان دوسرے پلے میں تو بفضلہ تعالے یہی پلّہ بھاری ہوگا"۔ (کرامات الصادقین صفحہ ۲۵)

یہاں تک مولوی صاحب کے جملہ اعتراضات ختم ہو جاتے ہیں۔ البتہ ہم نے مولوی صاحب کی عامیانہ عبارات کو عمداً ترک کیا ہے۔ اور صرف ایسی ہی باتوں کا ذکر کیا ہے۔ جس سے ہر پڑھنے والے کو حقیقت حال سے اطلاع ہو۔ اور دونوں مضامین کا مطالعہ کرکے خود موازنہ کرے کہ کس فریق نے صداقت و راستی کو اختیار کیا اور کون اُس سے محروم رہا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(خاکسار محمد حفیظ بقاپوری)

تاریخ احمدیت بقیہ صفحہ

خطاب یا منصب عطا کئے جاتے ہیں۔ بلکہ دربار دلی نے اپنی خوشی اور خرسندیٔ مزاج سے خطاب اور منصب دیئے ہیں۔ اور ان ترائین کو ایسے وقت میں نعمتِ غیر مترقبہ اور احسان سمجھا ہے جس وقت کہ اکثر نمک خوار رؤسا جوانب و اطراف سے روگردانی اور سرکشی اختیار کر رہے تھے۔ مگر اس خاندان کا ہمیشہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم پر کمال صدق سے عمل ہے۔ فرخ سیر کے منشور کے بعد حضرت مرزا گل محمد صاحب کے نام کے مناشیر سے ایک یہ کیفیت نظر آتی ہے کہ شاہانِ دلی کی طرف سے بار ہا دعوتی مناشیر صادر ہوتے ہیں مگر دلی تو دور ہے بادشاہ وزیر آباد لینی گویا دروازہ پر ہی آتا ہے۔ مگر آپ کے استغنار کا یہ حال ہے کہ بادشاہ کو ملنے تک کی بھی ضرورت نہیں سمجھی جاتی اس پر وفاداری اور دوستی کا یہ حال ہے کہ متواتر عرائض بھی بھیجے جاتے ہیں اور بھیجے بھی ایسے شخص کے توسط سے جسے محمد شاہ رنگیلا بادشاہ بھی فضیلت مآب کمالات دستگاہ سیادت و نجابت پناہ سید حیات اللہ کہکر پکارتا ہے۔ جو اس کے دربار میں نہایت متقی اور پرہیزگار مانا جاتا ہے۔ آپ نے بھی بدر بزرگوار کی طرح محض تقویٰ و پرہیزگاری کو مدنظر رکھتے ہوئے دربار دلی میں جانا پسند نہیں فرمایا کیونکہ اس وقت کے دربار کا نقشہ متملق چاپلوس اور خوشامدی اراکین کیوجہ سے راجہ اندر کا اکھاڑہ بنا ہوا تھا۔ ملاہی و مناہی اور ارباب نشاط و دم ڈھاریوں سے ہر وقت دربار بھرا رہتا تھا۔ اس لئے آپ نے بجائے دربار میں جانے کے پنجاب ہی میں رہکر اظہار دوستی اور وفاداری سرمایۂ دیانت و امانت سمجھا۔ اور جاہ طلبی کو دور ہی سے سلام کیا ورنہ اُس وقت اگر دربار میں پہنچ جاتے تو یقیناً شاہی عطیات سے مالا مال ہو جاتے اور گرانمایہ جاگیر پاتے۔ اگر آپکو جاگیر وغیرہ کے حصول کا کچھ بھی خیال ہوتا تو اپنی جاگیر پنجاب کے ایک معقول حصہ تک آسانی سے بڑھائی جا سکتی تھی۔ لیکن آپ نے تو اپنی آبائی جاگیر میں سے بھی جو پہلے ہی قلیل تھی کئی گاؤں مروت کے طور پر بعض تقرقہ زدہ مسلمان رئیسوں کو عطا کر دیئے جو سنہ ۱۹۴۷ء تک ان کی اولادوں کے قبضہ میں رہے ہیں (باقی)

وصیتیں

نوٹ:۔ یہ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر موصی کو یا اس کے کسی رشتہ دار کو کسی قسم کا اعتراض ہو تو وہ دفتر سے دریافت کرلے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر ۱۳۰۰۳ ق منکہ سروری بیگم زوجہ منشی قمر الدین صاحب عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۰ء ساکن نودھی پور ڈاکخانہ شاہجہانپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۲/۹/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری اسوقت جائداد اپنے خاوند کیطرف سے مہر میں ایک مکان ہے جس کی مالیت چھ صد روپیہ ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اور میرے مرنے کے بعد جو بھی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ گواہ شد غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال الامتہ سروری بیگم گواہ شد قمر الدین مدرس شاہجہانپور ۱۲/۹/۴۹۔

ق نمبر ۱۳۰۸۴ منکہ محمدی خاتون زوجہ منشی عبدالرحیم صاحب قوم شیخ عمر ۴۰ سال ساکن امروہہ ضلع مراد آباد یو۔پی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۱/۹/۴۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائیداد نہیں نہ کوئی زیور ہے ہاں میرے خاوند کے ذمہ پانصد روپے مہر ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اور میرے مرنے کے بعد جو بھی میری منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اسکے علاوہ میرے پاس ایک مشین ہے جسکی مالیت ڈیڑھ صد روپیہ ہے میں اس سے کپڑے سلائی کرتی ہوں انشاء اللہ تعالیٰ جس قدر آمد ہوا کرے گی اس کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرتی رہوں گی۔ الامتہ محمدی بیگم زوجہ منشی عبدالرحیم صاحب۔ گواہ شد غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال۔ گواہ شد عبدالرحیم بقلم خود قصبہ امروہہ ضلع مراد آباد مورخہ ۱۱/۹/۴۹ ۱۶

ق نمبر ۱۳۱۱۵ منکہ خلیل الدین احمد خاں ولد چوہدری جعفر خاں صاحب عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۳ء ساکن چک بدا ڈاکخانہ نارنی سور ... ضلع پوری صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۲/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ جائیداد غیر منقولہ نو ایکڑ کھیت کی کل قیمت نو ہزار روپے ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس جائیداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اس وقت /۴۰ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا نیز بوقت میری وفات جو بھی جائیداد ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی اور اگر میں کوئی روپیہ اپنی جائیداد کی قیمت سے داخل خزانہ کردوں تو اس قدر رقم اصل رقم سے منہا کردی جائے گی۔ العبد خلیل الدین احمد خاں۔ گواہ شد خاکسار کالے خاں پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ سری پار۔ گواہ شد خاکسار سید محمد زکریا احمدی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بھدرک

ق نمبر ۱۳۰۸۷ منکہ ایم کے حسین کویا ولد کنہی مو حاجی صاحب عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت ۲/۱۱/۴۹ ساکن کالیکٹ ضلع مالابار صوبہ مدراس بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۵۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد اس وقت کوئی نہیں ہاں ماہوار آمد ۸۰ روپے ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا میری وفات پر بھی جس قدر جائیداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد M. K. Hussain Koya s/o

ANJOMAN AHMADIYYA SILK STREET CALICUT MALABAR

گواہ شد M. P. Moideen گواہ شد M. K. hamo

Nal - street - M. Kunhamu

ق نمبر ۱۳۱۰۶ منکہ محبوب بی بی زوجہ احمد حسین سعید وکیل عمر ۴۲ سال تاریخ ۱۹۳۰ء ساکن شورا پور ضلع گلبرگہ شریف حیدرآباد دکن سٹیٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۹ جون ۱۹۵۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے۔ زرمہر /۶۲۵ سکہ ہند جو بذمہ خاوند محترم ہے۔ کڑے طلائی ۶ تولہ۔ بیٹہ طلائی گیوا (؟) طلائی ۲ تولہ۔ تکیہ طلائی ایک تولہ۔ چوڑی طلائی ۶ ماشہ جس کی جملہ مالیت گیارہ سو روپیہ سکہ ہند ہے۔ کل رقم بمع حق مہر /۱۷۲۵ روپے سکہ ہند ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے رسید حاصل کرلوں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ اگر اسکے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں گی تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ نیز میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائیداد ثابت ہوگی اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامتہ محبوب بی بی۔ گواہ شد احمد حسن سعید وکیل ۲۹/۶/۵۲۔ گواہ شد عبدالرحیم ملکانہ انسپکٹر بیت المال ۲۹/۶/۵۲۔

ق نمبر ۱۳۱۲۶ منکہ محمد نور عالم احمدی ولد نصیر الدین احمد صاحب عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن ہتیوں ڈاکخانہ تلرتھ ضلع مونگھیر صوبہ بہار بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ یکم دسمبر ۱۹۵۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں کیونکہ میرے والدین بفضل تعالیٰ بقید حیات ہیں اسوقت ماہوار آمد ۸۸ روپے (اٹھاسی روپے) ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ (۱/۱۰) داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد کسی وقت پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے بعد میرا جسقدر ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد محمد نور عالم احمدی ۱/۱۲/۵۲ گواہ شد بشیر احمد ناصر درویش مبلغ سلسلہ احمدیہ برکھو پٹی ڈاکخانہ لہریا سرائے ضلع دربھنگہ ۱/۱۲/۵۲۔ گواہ شد محمد سالم اکبر موضع برکھو پٹی ڈاکخانہ لہریا سرائے ضلع دربھنگہ بہار۔

ق نمبر ۱۳۰۳۶ منکہ محمد عاشق حسین ولد محمد ناظر صاحب مرحوم عمر ۳۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۷ء ساکن خانپور ملکی (رفازی پور) ڈاکخانہ تارا پور ضلع مونگھیر صوبہ بہار۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳/۲/۵۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت غیر منقولہ جائیداد زمین زرعی و غیر زرعی یکصد بیگھہ ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اور علاوہ میری سالانہ آمد /۱۳۱۱ روپے ہے اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں نیز میرے مرنے کے بعد بھی جس قدر جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد محمد عاشق حسین احمدی ساکن خانپور ملکی بقلم خاص تاریخ ۲۳/۲/۵۰۔ گواہ شد غلام احمد ارشد انسپکٹر بیت المال ۲۳/۲/۵۰۔ گواہ شد سمیع اللہ مبلغ بہار ۲۳/۲/۵۰۔

ق نمبر ۱۳۰۰۷ منکہ نعیم النساء بنت عبدالرزاق صاحب عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن سکندر آباد دکن بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱ جولائی ۱۹۴۹ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری منقولہ اور غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں صرف جیب خرچ میرے نانا صاحب اور ماموں صاحب ماہانہ دس روپے دیتے ہیں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اور بوقت وفات میری جس قدر بھی جائیداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامتہ نعیم النساء۔ گواہ شد نذیر احمد ممتاز اگزیکٹو درکس سکندر آباد۔ گواہ شد غلام قادر شرق سکرٹری وصایا سکندر آباد دکن۔

ق نمبر ۱۳۱۰۰ منکہ رسول بی بی بیوہ محمد محبوب صاحب پیشہ خانہ داری عمر ۵۶ سال تاریخ بیعت اوائل زمانہ مسیح پاک ساکن شہر پور تعلقہ شورا پور ڈاکخانہ انگر بیھٹ ضلع گلبرگہ شریف حیدرآباد سٹیٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹ جون ۱۹۵۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ کڑے نقرئی ۲۴ تولے ۲ تولے کمرپٹی نقرئی قیمتی ۶۰ روپے سکہ ہند اور اس کے علاوہ چوڑیاں طلائی وزنی ۴ تولہ بیٹہ طلائی ۲ تولہ تکیہ طلائی ۱ تولہ جملہ سات تولہ قیمتی ۴۴۰ روپے جملہ کل قیمت ۵۰۰ روپے سکہ ہند اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جو کوئی جائیداد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرکے رسید حاصل کرلوں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ اگر اس کے بعد اور کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامتہ × نشان انگوٹھا رسول بی بی۔ گواہ شد احمد حسین سعید وکیل ... گواہ شد عبدالرحیم ملکانہ انسپکٹر بیت المال

ق نمبر ۱۳۱۱۷ منکہ ناصرہ بیگم بنت میر احمد علی صاحب عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن حیدرآباد دکن بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۵۲ء بروز جمعہ حسب ذیل وصیت [illegible] میری اس وقت کوئی جائداد غیر منقولہ نہیں ہے البتہ جائداد بصورت زیورات طلائی و نقرئی مالیتی دو ہزار روپیہ [illegible] قیمتی روپیہ سکہ عثمانیہ ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں میری ماہوار آمد بصورت جیب خرچ مجھے میرے والد صاحب کی طرف سے ۱۵ روپیہ سکہ عثمانیہ ملتے ہیں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی ادائیگی ماہ بماہ کرتی رہوں گی۔ جو رقم میں اپنی زندگی میں جمع کرادوں وہ میری وصیت سے منہا سمجھی جائے گی میری وفات پر بھی جس قدر جائیداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی [illegible] چند کلمات مطابق وصیت لکھا دیئے ہیں۔ الامتہ ناصرہ بیگم بنت میر احمد علی صاحب ۷/۱/۵۲ گواہ شد محمد اسمٰعیل وکیل یادگیر۔ گواہ شد میر انتخار احمد۔ گواہ شد سلیمہ بیگم سکرٹری لجنہ اماء اللہ حیدرآباد دکن۔

ق نمبر ۱۳۰۹۶ منکہ سلیمہ بیگم زوجہ شیخ عبدالحمید صاحب عاجز۔ قوم ککے زئی افغان عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور ریجن بھارت انڈیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ یکم مئی ۱۹۵۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری اسوقت مستقل ماہوار آمد کوئی نہیں البتہ جو مجھے وقتاً فوقتاً اپنے خاوند کیطرف سے ذاتی اخراجات کیلئے رقم ملا کریگی اس کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کراتی رہونگی میرا حق مہر مبلغ [illegible] ... روپے خاوند کے ذمہ قابل ادا ہے۔ اسکے علاوہ میرے پاس اسوقت ایک جوڑی طلائی کڑے اور ایک جوڑی طلائی کانٹے جو [illegible] ۱۱ تولہ اور موجودہ نرخ سے ان کی قیمت اندازاً ۱۰۸۰ روپے ہے۔ میں اس تمام کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز اس کے علاوہ کوئی جائداد میری ثابت ہوگی تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں حصہ جائیداد کے حساب میں کوئی رقم اپنی زندگی میں ادا کردوں تو بعد وفات حساب میں مجرا کی جائے گی۔ الامتہ سلیمہ بیگم ۱/۵/۵۲ - گواہ شد حمید عاجز ناظر بیت المال ۱/۵/۵۲ - گواہ شد عبدالقادر دہلوی [illegible]

منتخب خبریں

ہندوستان کو دو صدمے

۱۔ مسٹر آصف علی ہندوستانی ہائی کمشنر مامور سوئٹزرلینڈ مورخہ ۳ / ۴ / ۵۳ء کو برن میں حرکت قلب بند ہو جانے پر انتقال فرما گئے۔ آپ پرانے نیشنلسٹ اور روایتی کانگریس میں تھے تحریک آزادی میں حصہ لینے کے جرم میں کئی دفعہ جیل گئے۔ آزادی کے بعد امریکہ میں ہندوستان کے سفیر رہے۔ اڑیسہ میں گورنری کے فرائض انجام دیئے۔ آپ کی وفات بلاشبہ ہندوستان کے لئے ناقابل نقصان ہے۔

۲۔ دہلی گورنمنٹ کے وزیر تعلیم مولانا حفیظ الرحمٰن صاحب قدوائی تین ماہ کی علالت کے بعد ۱ / اپریل کو رات پانچ بجے شام انتقال فرما گئے۔ گزشتہ سال جب دہلی میں پہلی بار عوامی حکومت قائم ہوئی تو مولانا موصوف کو وزیر تعلیم بنایا گیا۔ وہ ایک قابل ماہر تعلیم تھے۔ آپ نے دہلی کے نظام تعلیم کو بہتر بنانے کے لئے متعدد منصوبوں پر عمل کیا اور انہیں ان میں زبردست کامیابی حاصل ہوئی ۱۹۵۱ء میں بنیادی تعلیم کی ترویج کے سلسلہ میں انڈونیشیا بھیجے گئے۔ جہاں تقریباً دو سال مقیم رہ کر قابل قدر علمی خدمات انجام دیں۔

حمید اپہلوان میں لپا

کوہاپور ۳ / اپریل رستم ہند حمید اپہلوان۔ پاکستانی پہلوانوں کے ایک وفد کے ساتھ ہندوستان آئے۔ یہاں

... سے مشرقی افریقہ جانے کا ارادہ تھا۔ گجرات حرکت قلب بند ہونے سے اُن کا انتقال ہوگیا۔ ان کی عمر ۴۴ سال کی تھی۔

مغربی پنجاب میں نئی وزارت

لاہور ۔ ۳ / اپریل۔ پاکستانی پنجاب کی نئی وزارت کی تشکیل ہوگئی۔ محکموں کی تقسیم حسب ذیل طریق پر کی گئی ہے

۱۔ ملک فیروز خاں نون وزیر اعلیٰ ۔ لاء اینڈ آرڈر۔ مالیات و عام نظم و نسق اور خوراک۔
۲۔ سردار عبد الحمید دستی زراعت جنگلات ایکسائز اور ٹیکسیشن۔ ۳۔ سردار محمد خاں لغاری آبپاشی۔ عمارات۔ ٹرانسپورٹ اور بجلی۔ ۴۔ نواب مظفر علی قزلباش۔ مال۔ آبادکاری۔ ترقیات۔ ۵۔ چوہدری علی اکبر۔ تعلیم جیلخانجات پریس ۶۔ سید علمدار حسین شاہ گیلانی میڈیکل پبلک ہیلتھ اور لوکل باڈیز۔ ۷۔ شیخ مسعود صادق لیبر اور انڈسٹریز۔

لکھنؤ یسنی سنٹرل بورڈ کے سالانہ مشاعرہ کا

افتتاح کرتے ہوئے ڈاکٹر کیلاش ناتھ کاٹجو وزیر داخلہ مرکزی حکومت نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اردو کسی ایک خاص فرقہ ہندو یا مسلمان کی زبان نہیں بلکہ یہ ایک مشترکہ بولی ہے آپ نے کہا اردو وہ زبان ہے جسے عام لوگ سمجھیں اور بولیں۔ آپ نے کہا کہ وہ دہلی کی زبان کو اردو کہتے ہیں۔ اور ان کی رائے میں صحیح اردو زبان یا جسے گاندھی جی ہندوستانی کہتے تھے وہ زبان ہے جو عام فہم ہے۔

انہوں نے کہا کہ دہلی ہندوستان کی راجدھانی پہلے بھی تھی۔ اور اب بھی ہے۔ دہلی کی جو زبان تھی وہ اردو تھی مگر آج دہلی میں جو زبان بولی جاتی ہے نہ اردو ہے نہ ہندی اور نہ پنجابی۔ مختلف شہروں سے آکر لوگ آباد ہو گئے ہیں۔ دہلی کی جو زبان اردو تھی وہ ختم ہوگئی۔ آپ نے اس معاملہ میں لکھنؤ کو خوش قسمت بتایا کہ ابھی اس پر اتنا اثر نہیں ہوا ہے۔ اور امید کی کہ لکھنؤ آئندہ اردو کا مرکز رہے گا کیونکہ یہ شہر سینکڑوں سال سے قدیم تہذیب کا مرکز رہا ہے اور رہے گا۔ اس کی دلچسپیاں کم نہ ہونگی جس راستے پر ہمارے بزرگ چلتے تھے اگر اسی طریقہ پر ہم لوگ بھی چلتے ہوتے تو آج زبان کا جھگڑا ہی نہ ہوتا۔

اب پرانے طریقے بدل گئے ہیں۔ اسلئے شعرا کو بھی تبدیلی پیدا کرنی چاہیئے۔ پرانے افسانے دوہرانے کے بجائے حب الوطنی۔ اتحاد اور پڑوسیوں کے ساتھ اچھے برتاؤ وغیرہ کے مسائل کو اپنی جولان گاہ بنانا چاہیئے۔

ضروری اطلاعات

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ سے بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں کہ:۔

" سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور ربوہ کے تمام احباب بخیریت ہیں۔ خاص دعائیں جاری رکھی جائیں" الحمد للہ۔

اسی طرح آپ اپنے مکتوب محررہ ۲۵ / ۳ / ۵۳ء میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ" جماعت کے لئے یہ ایک خاص امتحان کا وقت ہے۔ اور حق یہ ہے کہ الٰہی جماعتیں امتحانوں اور ابتلاؤں میں سے گذر کر ہی ترقی کرتی ہیں۔ تاکہ ایک طرف جماعت کی تربیت ہو اور اُسے دعاؤں کی طرف خاص توجہ رہے اور دوسری طرف مصائب کے بھنور میں سے کامیاب نکلنے پر مخالفوں کے لئے خدائی نصرت کا نشان بھی قائم ہو۔

پس حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا منشاء ہے کہ ان ایام میں دوستوں کو دعاؤں کی طرف خاص توجہ دلائی جائے۔ اور تمام نماز دن کے علاوہ تہجد کی نماز میں بھی خصوصیت سے دعائیں کی جائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جماعت کا حافظ و ناصر ہو اور موجودہ ابتلاء میں اسے غیر معمولی صبر و ثبات اور خدمت دین کی توفیق عطا کرکے اس کی ترقی کا رستہ کھولے۔ اور مخالفوں کے منصوبوں کو خائب و خاسر کرے۔ آمین۔

اس کے علاوہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و سلامتی اور لمبی زندگی اور بیش از بیش تائید الٰہی کے لئے بھی بہت دعا کی جائے اور جو دوست روزوں کی طاقت رکھتے ہوں وہ حسب توفیق روزے بھی رکھیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت اور امام جماعت اور مرکز سلسلہ کا حافظ و ناصر ہو"

ایک تار مورخہ یکم اپریل کے ذریعہ سے اطلاع ملی ہے کہ مجلس مشاورت جو ربوہ میں اپریل کے شروع میں منعقد ہونی تھی ملتوی ہوگئی ہے۔ حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کے پاؤں میں درد ہے۔

دوستوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ جماعت کی موجودہ مشکلات کے ایام میں دعاؤں نفلی روزوں اور صدقات پر زور دیں۔ قادیان میں اجتماعی دعائیں جاری ہیں۔

(ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان ۴ / ۵۳ / ۱)

روزنامہ المصلح کراچی

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے زیر اہتمام شائع ہونے والا ہفتہ وار اخبار المصلح کو اب روزانہ کر دیا گیا ہے! اس نئے دور کا پہلا پرچہ ۳۰ / مارچ کو کراچی میں شائع ہوا ہے۔ شرح چندہ حسب ذیل ہے:۔

قیمت سالانہ ۲۴/- ششماہی ۱۳/- سہ ماہی ۷/۸ ماہوار ۲/۸ خطبہ نمبر سالانہ ۶/- سمندر پار ۳۳/- روپے ہندوستانی سکہ میں ۲۵/- سالانہ ذیل کے پتہ پر خط لکھ کر اخبار مذکور جاری کرایا جا سکتا ہے۔

مینیجر روزنامہ المصلح میگزین لین کراچی

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

حضرت مصلح موعود کا ارشاد

اس وقت تلوار کے جہاد کی بجائے تبلیغ اسلام کا جہاد ہر مومن پر فرض ہے۔ آپ اپنے علاقہ کے سنجیدہ مزاج زیر تبلیغ حضرات کے خوشخط پتے روانہ کریں ہم ان کو مناسب لٹریچر مفت روانہ کرینگے

عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن

امتحان میں کامیابی

میرے چھوٹے بھائی عزیزی الطاف احمد جو خالصہ سکول قادیان میں چھٹی جماعت میں داخل ہوئے تھے۔ اور نیز بی امداد گورنمنٹ کی تعلیم نئی نئی شروع کی تھی۔ خدا کے فضل سے اول نمبر پر کامیابی حاصل کی ہے۔ خدا کرے آئندہ کامیابیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو۔

امۃ الحبیب بنت مرزا برکت علی صاحب